پندرہ روزہ

جلد نمبر ۳۹ | ۱۰ جولائی ۲۰۰۲ء | مطابق | ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ | شمارہ نمبر ۱۷

زرتعاون

سالانہ ---=/۱۵۰ روپے
فی شمارہ ---------=/۷ روپے
بیرونی ممالک فضائی ڈاک
ایشیائی، یورپی، افریقی
وامریکی ممالک......۳۵ ڈالر
بیرونی ممالک بحری ڈاک
بحری ڈاک جملہ......۲۰ ڈالر

خط و کتابت کا پتہ

منیجر تعمیر حیات پوسٹ باکس نمبر ۹۳
ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۲۲۶۰۰۷) یوپی
ڈرافٹ منیجر تعمیر حیات لکھنؤ کے نام سے
بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔
Website:www.nadwatululama.org
E-mail Adress: nadwa@sancharnet.in
Ph: Office.787250(Ext)18
Guest House.323864

گزارش

خط و کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ (منیجر)

دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین وادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ =/150 روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ (منیجر) (مضمون نگار کے خیالات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے پاریکھ آفسٹ ٹیگور مارگ لکھنؤ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

حامد خوشنویس۔ کمپوزنگ سیکشن مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ

Regd. No LW/ NP/63
Fax No. 0522-787310
788376

R.N.I.No.UP.URD./2001/6071
Office Ph.No.787250 (Ext)18
Guest House-323864

Website : - www.nadwatululama.org, Email : - nadwa@sancharnet.in

FORTNIGHTLY Vol. No. : ? Issue No. 8

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (INDIA) Rs. 7/=

The Fragrance of East

A quarterly English magazine published from Nadwa needs your patronage. Please subscribe it yourself and motivate others also to read it regularly.
Annual subscription is only Rs.100/- which may be sent by M.O. or Bank Draft payable to :-

The secretary
Majlise Sahafat wa Nashriat
C/o Tamir-e-Hayat, Nadwatul Ulama
P.O. Box No.93, Tagore Marg
Lucknow-226 007 (U.P.)

Printed And Published by *Athar Husain* on behalf of Nadwatul Ulama at Parekh offsetPressTagore Marg,Lucknow.u.p. Editor: *Shamsul Haq Nadwi*

اس شمارے میں

بیرون ملک کے نمائندے

مدینہ منورہ

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI
P.O.Box No. 3040
Mdina Munawwara(K.S.A)

برطانیہ

Dr.M.AKRAM NADWI
Oxford Center for Islamic Studies
George Street
Oxford Ox1 2AR

ساؤتھ افریقہ

Mr.M.YAHYA SALLO NADWI
P.O.Box No.388 Vereninging.(S.Africa)

Mr.ABDUL HAI NADWI
P.O.Box.No.10894, Doha-Qatar

دبئی

Mr.QARI ABDUL HAMEED NADWI
P.O.Box No.12525 Dubai(U.A.E)
Ph:No.3970927

Mr.ATAULLAH
Sector A-50 Near Sau Quater
H.No.109 Town Ship kaurangi
Karachi-31(Pakistan)

Dr.A.M.SIDDQUI
98-Conklin Ave. Woodmere
New York 11598(U.S.A)

استاذ دار العلوم مولانا شفیق الرحمٰن ندوی کا حادثہ وفات

دار العلوم کے بڑے لائق و مستعد استاد مولانا شفیق الرحمٰن ندوی ۲۴ر جون ۲۰۰۲ء کو صبح صادق کے قریب سوتے میں حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا دار العلوم کے سینئر اساتذہ میں تھے، طلبہ ان کے درس سے بھرپور فائدہ اٹھاتے تھے، وہ دار العلوم ندوۃ العلماء کے ہونہار طلباء میں تھے اساتذہ ان کے متعلق اچھی رائے رکھتے تھے۔ حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی ناظم ندوۃ العلماء کی ان کی طالب علمی ہی کے دور سے ان پر نظر تھی، چنانچہ دار العلوم سے فارغ ہونے کے بعد جب وہ ایک مدرسہ سے متعلق ہو کر کام کرنے لگے تو مولانا نے ان کو دار العلوم بلا لیا تھا، بعض خصوصی حالات کی وجہ سے تھوڑے عرصہ کے لئے پھر وہ چلے گئے تھے لیکن مولانا موصوف نے انھیں پھر دار العلوم آجانے کا مشورہ دیا اور انھوں نے اس کو قبول کیا اور دار العلوم آکر طرح اقامت یہیں ڈال دی اور تادم آخر اپنے مادر علمی کی خدمت میں لگے رہے اور پورے خلوص و دل سوزی کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دیتے رہے مولانا کی علمی استعداد بہت پختہ تھی، اپنے ساتھیوں میں طالب علمی ہی کے دور سے ممتاز تھے۔ نحو صرف اور فقہ سے ان کو خصوصی مناسبت تھی چنانچہ فقہ کی کتاب نور الایضاح کی تسہیل کی اور وہ الفقہ المیسر کے نام سے شائع ہوئی جو دار العلوم ندوۃ العلماء اور اس کی تمام شاخوں میں داخل نصاب ہے، دوسرے مدارس کے حضرات بھی اس کو پسند کرتے ہیں، وہ دار العلوم ندوۃ العلماء کے ملحقہ مدارس کے آفس انچارج تھے اور اس سلسلہ کی جملہ کارروائیاں انھیں کی رپورٹ و سفارش پر انجام پاتی تھیں، وہ ان مدارس کا دورہ بھی کیا کرتے تھے۔

مولانا کی طبیعت میں سادگی تھی، اپنے اصول و معمولات کے بہت پابند تھے مرحوم راقم سطور سے صرف ایک سال سینئر تھے بلکہ بعض کتابوں میں ساتھ بھی رہے، زمانہ طالب علمی میں دبلے پتلے اکہرے بدن کے تھے، اخیر میں بدن بھاری ہو گیا تھا ادھر چند سالوں سے گھٹنوں میں تکلیف رہنے لگی تھی، دو تین سال قبل بینائی جب کافی کمزور ہو گئی تو آنکھ کا آپریشن کرایا لیکن وہ زیادہ کامیاب نہیں ہو سکا اور بینائی اتنی متاثر ہو گئی کہ پڑھنا مشکل ہوتا تھا، شکر کے بھی مریض ہو گئے تھے جس کے سبب بلڈ پریشر کی بھی شکایت رہنے لگی تھی، لیکن ظاہراً کوئی بات تشویش کی نہیں تھی، مگر قضا و قدر کا معاملہ تو اپنے وقت پر نافذ ہوتا ہے انتقال کے ایک ہفتہ پہلے سے وہ گھر والوں سے کچھ اس طرح کی باتیں کرنے لگے تھے کہ جیسے ان کو سفر آخرت کے آثار نظر آرہے ہوں انتقال سے دو دن قبل بچوں کے ساتھ بیٹھ کر کافی دیر قضا و قدر کی باتیں کرتے رہے، اتباع شریعت کا پورا خیال رکھتے تھے، چنانچہ اپنے بچوں اور بچیوں کی شادیاں بڑی سادگی اور اپنی وسعت ہی کے اعتبار سے کی، اس میں ذرا بھی رعایت نہیں برتی۔

وہ دار العلوم میں اپنے رفقاء کار کے ساتھ اچھی طرح پیش آتے تھے، دار العلوم کے اصول و ضوابط کا پورا خیال رکھتے تھے، ان کا حادثۂ وفات ان کے پسماندگان اعزہ اور احباب و شاگردوں کے لئے بڑا سانحہ ہے، پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو صاحبزادے مولوی طارق شفیق ندوی اور حافظ مولوی خالد شفیق ندوی جو برسر روزگار ہیں پانچ صاحبزادیاں چھوڑیں ایک چھوٹی صاحبزادی کے سوا سب کی شادیوں کے بارے بھی سبکدوش ہو چکے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ تدفین لکھنؤ ہی میں ڈالی گنج قبرستان میں عمل میں آئی، نماز جنازہ مہتمم دار العلوم جناب مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی صاحب نے پڑھائی، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ان دنوں حیدر آباد کے سفر پر تھے۔ اس

طرح وہ ان کے انتقال و جنازہ کے موقع پر موجود نہ ہوسکے۔ حیدرآباد ہی سے فون پر اظہار تعزیت کی اور پھر کئی روز بعد بطور تعزیت ان کی قیام گاہ پر گئے اور پسماندگان سے تعزیت کی۔

ان کے انتقال کے وقت دارالعلوم میں گرمیوں کی چھٹی بھی تھی اس کی وجہ سے عموماً طلباء واساتذہ بہت کم تھے۔ پھر بھی جنازہ میں اچھی خاصی تعداد تھی۔ لکھنؤ میں مدرسہ عالیہ عرفانیہ جو دارالعلوم کی اہم شاخ ہے۔ وہاں طلباء موجود تھے جو ادارہ کے سربراہ قاری مشتاق احمد صاحب کے کہنے اور حادثہ کی اطلاع کرنے پر سب کے سب جنازہ میں شریک ہوئے۔

آسمان ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

بقیہ
صدر مسلم پرسنل لاء کا انٹرویو۔

ہمارے پاس تعلیم اور مطالعہ کی بڑی کمی ہے، ہمارے نوجوان ماشاءاللہ بڑے جذباتی ہیں لیکن تعلیم اور مطالعہ انتہائی کم ہونے کے سبب وہ کسی سازش کو سمجھنے میں تاخیر کردیتے ہیں، اس لئے بڑی دشواری ہوتی ہے، کوئی غلط آدمی، کوئی بد خواہ، ایسا مسئلہ چھیڑ دیتا ہے ہماری طاقت اس میں صرف ہوجاتی ہے، چیلنج اپنی جگہ رہ جاتا ہے، اگر ہم پڑھے لکھے ہوں مطالعہ کے عادی ہوں تو کوئی ہمیں دھوکہ نہیں دے سکتا۔

خونِ دل دے کے نکھاریں گے رُخِ برگِ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

رضاکارانہ فطری جذبۂ ہمدردی
یا
جبری اور محدود نظریۂ مساوات

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

موجودہ زمانہ میں جو معاشی اور ترقی پسندانہ تحریکیں پیدا ہوئی ہیں ان کی قدر مشترک یہ ہے کہ وہ انسان اور انسانیت پر کوئی بھروسہ نہیں رکھتیں۔ ان تحریکوں کے داعیوں اور حامیوں نے جبری اور محدود طرز کی مساوات کو انسان کے فطری، اندرونی اور رضاکارانہ جذبۂ ہمدردی وخیر خواہی پر ترجیح دی ہے، اور اس اہم حقیقت کو فراموش کر دیا ہے کہ صرف مال ہی انسان کی ضرورت نہیں، اور تنہا مال میں شرکت یا مساوات اس کے دل اور احساسات وجذبات کے خلا کو پر نہیں کرسکتی، اور نہ اس کے ہر زخم پر مرہم رکھ سکتی ہے، زندگی میں عام جذبۂ ہمدردی کی اس کو ذرائع آمدنی اور ذرائع پیداوار میں شرکت سے بھی زیادہ ضرورت ہے، بعض اوقات ایک قطرۂ اشک جو کسی دُکھے ہوئے دل کا غماز ہوتا ہے وہ کام کر جاتا ہے جو زر و جواہر اور لعل وگہر سے بھی نہیں ہوتا۔ ہر انسان کو اپنے بھائی کے تعاون کی ضرورت پڑتی ہے اور وہ بھی اس کے تعاون کے محتاج ہوتے ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کی تکلیفوں اور دکھوں میں ہاتھ بٹاتے ہیں اس کو لطافتِ حس کی بھی ضرورت ہے اور نزاکتِ خیال کی بھی، دل کی گرمی، گرمجوشی اور خندہ پیشانی کی بھی، خوش خلقی وخوش دلی اور بشاشت وانبساط کی بھی، اس کو پیش نظر رکھا جائے تو نظر آئے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت وتعلیم ہمدردی وغمخواری کی تمام قسموں اور اس کے باریک سے باریک اور نازک سے نازک گوشوں پر حاوی ہے اور اس میں انسانی احساسات کی سب سے سچی اور اچھی تصویر پیش کی گئی ہے، خیر خواہی اور نیکی کے کاموں اور صدقہ کی قسموں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

تعدل بین الاثنین صدقۃ وتعین الرجل فی دابتہ فتحملہ علیھا وترفع لہ علیھا متاعہ صدقۃ والکلمۃ الطیبۃ صدقۃ وبکل خطوۃ تمشیھا الی الصلوٰۃ صدقۃ وتمیط الاذی عن الطریق صدقۃ[۱]

دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرو تو یہ صدقہ ہے کسی کو سہارا دے کر سواری پر بٹھادو تو یہ بھی صدقہ ہے، اس کا سامان اٹھا کر اوپر رکھ دو تو یہ بھی صدقہ ہے، اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے، نماز کی طرف ایک قدم اٹھانا بھی صدقہ ہے اور راستہ سے کوئی خراب اور تکلیف دینے والی چیز (اینٹ، پتھر، کانٹے وغیرہ) ہٹا دینا بھی صدقہ ہے،

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ مصیبت زدہ حاجتمند کی مدد کرے، دریافت کیا گیا کہ اگر ایسا نہ کرسکے، فرمایا کہ اچھائی اور نیکی کا حکم دے صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ اگر یہ بھی نہ کرسکے آپ نے ارشاد فرمایا برائی سے باز رہے یہ بھی صدقہ ہے[۱]

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ "اگر تم کسی کام کرنے والے کی مدد کرو یا کسی پھوہڑ[۲] کا کام بنا دو تو یہ بھی صدقہ ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر اتنا کمزور ہو کہ اس طرح کے بعض کام نہ کرسکے۔ ارشاد ہوا اپنے شر سے لوگوں کو بچاؤ تو یہ تمہارے نفس پر تمہارا صدقہ ہوگا[۳]

ایک اور دوسری حدیث میں ہے کہ "اپنے بھائی سے مسکراتے ہوئے ملنا بھی صدقہ ہے، اچھائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے، بھٹکے ہوئے آدمی کی رہنمائی کرنا اور راستہ بتانا بھی صدقہ ہے، جسے کم نظر آتا ہو اس کو اپنی نظر سے فائدہ پہونچانا بھی صدقہ ہے، راستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔ اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی بھر دینا بھی صدقہ ہے[۴]"

انسان کی فطری ہمدردی پر جس کا سوتا دل کی گہرائیوں سے ابلتا ہے اور زندگی کی رگوں اور معاشرہ کے تمام گوشوں میں خون کی طرح جوش مارتا ہے، برآمد کی ہوئی مساوات کو (جو طاقت کے بل پر نافذ کی جاتی ہے) ترجیح دینے کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کمیونسٹ اور سوشلسٹ ملکوں میں ایسا معاشرہ پیدا ہوگیا جو انسانی ہمدردی سے ناآشنا اور جذبۂ خیر خواہی سے محروم ہے اس کے افراد اس طرح کے تاجر بن گئے ہیں جو باہم دست و گریباں ہیں، نہ کوئی کسی پر بھروسہ کرتا ہے، نہ دوسرے کی خاطر اپنے حق سے کبھی دست بردار ہوسکتا ہے، ہر شخص ایک دوسرے کے خلاف جاسوسی میں مصروف ہے، اس کے خلاف جھوٹی خبریں اور جعلی دستاویزات تیار کرتا ہے، اس کی مصیبت اور ابتلاء پر خوش ہوتا اور اس کی ترقی وکامیابی پر غمگین ہوتا ہے، غرض کہ پورا ملک ایک ایسا

---

[۱] صحیحین

[۱] صحیحین [۲] جو کسی کام کا سلیقہ نہ ہو [۳] صحیحین [۴] صحیحین

میدان کارزار بن جاتا ہے جہاں کسی کی جان محفوظ نہیں، یا کچہری وعدالت میں جہاں کسی کی آبرو کی ضمانت نہیں ہے۔

اس صورت حال کا نتیجہ یہ ہے کہ لوگوں میں احساس ذمہ داری اور اپنے فرض کے صحیح طور پر بجاآوری کا جذبہ جس میں انسانی شرافت وعظمت کا راز پوشیدہ ہے بالکل مفقود ہوگیا ہے وہ ہر پابندی وذمہ داری اور احساس فرض سے آزاد ہوکر بالکل چھٹے ہوئے آوارہ جانوروں کے مشابہ ہوگئے ہیں جن کے سوائے چرنے جگہ جگہ منہ مارنے اور مسلسل کھاتے رہنے کے اور کوئی کام نہیں، ہر قسم کی ذمہ داری حکومتوں اور ان کی انتظامی مشنری اور ملک کے تعزیری قوانین پر ڈال دی گئی ہے، معاشرہ کے ساتھ ایک ایسے نابالغ بچہ کی طرح معاملہ کیا جاتا ہے جو عقل وتمیز سے بالکل محروم ہے، حکومت ہی سب کچھ لیتی دیتی ہے اور ہر شخص کی ضرورت پوری کرتی ہے اس لئے ہمدردی اور رحمدلی، سخاوت وایثار اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون قدرتی طور پر بے معنی الفاظ بن گئے ہیں، ہر شخص کے حقوق کی ضمانت اور ضروریات زندگی کی کفالت حکومت اپنے ذمہ رکھتی ہے اور لوگ گونگے بہرے مشینی پرزوں کی طرح اس کے اشارہ پر چلتے ہیں اس لئے قدرتی طور پر ان میں سے کسی چیز کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

اس کے برخلاف قدرتی فطری اور قلب انسانی کے اندر سے ابھرنے والی ہمدردی اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا سکون واطمینان، باطنی سعادت باہمی اعتماد اور محبت ومودت، امن واطمینان، روح کی لذت، ضمیر کی آسودگی، انسانیت پر ناز اور زندگی کے تابناک پہلو کو دیکھنے کا ولولہ اپنے فرض وذمہ داری کا مکمل احساس اسلام کے اولین معاشرہ میں اپنی تمام گہرائیوں، بلندیوں، اور رعنائیوں کے ساتھ موجود تھا۔ اور زندگی کے ہر شعبہ پر اس کی چھاپ تھی، لیکن انقلاب حال صرف اسی زمانہ تک محدود نہیں جو انسانی معاشرہ جبری اور محدود مساوات کے مقابلہ میں اس جامع وفطری اور رضا کارانہ جذبۂ ہمدردی کو اپنا اصول اور نظام زندگی بنالے گا اس کے سب افراد باہم شیر وشکر اور ایک دوسرے کے خیر خواہ اور ہمدرد بن جائیں گے۔ سب ایک دوسرے کا کھلے دل سے اعتراف کریں گے اور فراخدلی سے اس کے حق میں شہادت دیں گے، ہر نسل اپنی گذشتہ نسل کے لئے سبقت اور فضیلت کی شہادت دے گی اور اس کے لئے قبولیت ومغفرت کی طلبگار اور دعا جو ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے متعلق ارشاد فرماتا ہے

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ[1]

اور ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو ان کے بعد آئے (اور وہ) یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دے، اے ہمارے پروردگار تو بڑا شفیق ہے، بڑا مہربان ہے۔

یہ وہ اسلامی معاشرہ ہے جس کا ہر فرد اپنے بھائی کا آئینہ ہے جو ہر تہمت اور ہر الزام اور ہر نقص اور عیب سے اس کو بری دیکھنا چاہتا ہے اور اس کے لئے وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے:

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ[2]

جب تم لوگوں نے یہ (افواہ) سنی تھی تو کیوں نہ سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں کے حق میں نیک گمان کیا اور (یہ کیوں نہ) کہہ دیا کہ یہ تو صریح طوفان بندی ہے

معاشرہ کی اس کیفیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی بلیغ مثال سے بیان فرمایا ہے آپ نے فرمایا کہ "مسلمانوں کی مثال اپنی مودت وترحم اور شفقت میں ایک جسم واحد کی ہے اگر ایک عضو کو کوئی شکایت ہوجاتی ہے تو سارا جسم بخار اور بے خوابی کا شکار ہوجاتا ہے[1]

یہ ایک ایسا معاشرہ ہے جس کا ہر رکن محافظ، دیانتدار، شریف اور امین اور قابل بھروسہ ہے، حدیث میں ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس کی خیانت کرتا ہے نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے نہ اس کو رسوا کرتا۔ اور بے یارو مددگار چھوڑتا ہے مسلمان کی عزت، مال اور خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے[2]۔

اس کے برعکس بہت سے ملکوں میں زندگی عذاب جان اور جہنم کا نمونہ بن گئی ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا[3]

جس وقت بھی کوئی (نئی) جماعت (دوزخ میں) داخل ہوگی اس کی ہم رنگ دوسری جماعت اس پر لعنت کرے گی چنانچہ جب کوئی ڈکٹیٹر آتا ہے تو اپنے پیشرو کو لعنت کرتا اور اس پر غداری، ملک دشمنی اور خیانت کا الزام لگانا اپنا فرض سمجھتا ہے، جس کو ایک دن کے لئے بھی اقتدار مل جاتا ہے وہ اپنے دشمنوں اور رقیبوں اور مخالفوں سے سخت سے سخت انتقام لینا چاہتا ہے اور اس کے لئے ہر قسم کی سفاکی، ظلم وتشدد اور خونریزی جائز سمجھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ

(باقی صـ۱۸ پر)

[1] سورۂ حشر – ۱۰ [2] سورۂ نور – ۱۲

[1] صحیحین، [2] ترمذی [3] سورۂ اعراف – ۲۸

دین وشریعت کی حفاظت کرنا مسلمانوں کا اولین فریضہ

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء

ذیل کا فکر انگیز وچشم کشا مضمون حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء کا وہ خطبہ افتتاحیہ ہے جو آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سولہویں اجلاس کے موقع پر حیدرآباد میں مورخہ ۲۱/۲۲/۲۳ر جون ۲۰۰۲ء کو پڑھا گیا۔ خطبہ کی اہمیت کے پیش نظر ہم اسے ہدیہ ناظرین کررہے ہیں۔

(ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، و الصلاة والسلام على خاتم المرسلين سيدنا محمد النبي الأمين، و على آله و صحبه أجمعين، و من اهتدى بهديه إلى يوم الدين، أما بعد:

حضرات! ہندوستانی مسلمانوں کے دین وشریعت کی بقاء وحفاظت کی ذمہ داری انجام دینے والا مسلمانوں کا یہ متحدہ پلیٹ فارم "آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ" آج سے تقریبا ۳۰ سال قبل ایک اہم ملی ضرورت کے احساس کے نتیجہ میں وجود میں آیا تھا، یہ وہ وقت تھا جب ملک کے حصول آزادی پر ربع صدی گذری تھی جس میں ملک کی آبادی کو اپنے مذہبی اور ثقافتی اقدار وکردار کے مطابق آزادی کی زندگی گذارنے کی نہ صرف یہ کہ پوری ضمانت حاصل ہونا چاہئے تھی، بلکہ غیر ملکی سامراج سے گلو خلاصی حاصل ہوجانے کے نتیجہ میں مزید بہتری اور سہولت بھی حاصل ہونی چاہئے تھی لیکن اکثریتی فرقہ کے وہ افراد جو مذہبی احساس برتری اور قومی تعلّی میں مبتلاء تھے وہ عائلی قوانین اور ثقافتی رسوم ورواج میں اپنے فرقہ کی بالادستی دوسرے فرقوں پر عائد کرنا چاہتے تھے، ان کی زبانوں پر اپنے کوڈ کے تحت یکساں سول کوڈ کا نعرہ اور مطالبہ بھی آنے لگا تھا، یہ اگرچہ اقلیتوں کو دستور ہند کی طرف سے دیئے گئے حقوق کے منافی مطالبہ تھا، لیکن اکثریتی فرقہ کے بعض اہم افراد کی طرف سے اس کو تائید ملنے پر اس کے خطرات مسلمانوں کو فکر مند بنانے لگے، اور اس کے لئے کچھ نہ کچھ کرنے کی ضرورت شدت سے محسوس کی جانے لگی۔ اسی ضرورت کے احساس کے نتیجہ میں اہل فکر علماء اسلام اور مسلمانوں کے اہل دین ودانش بمبئی میں ۲۷-۲۸ر دسمبر ۱۹۷۲ء میں کل ہند پیمانہ پر جمع ہوئے، اور حالات پر نظر رکھنے اور دین وشریعت کی حفاظت کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنے کے لئے ان کے اجتماع میں یہ طے کیا گیا کہ ملک کے چوٹی کے علماء اور زعماء دین وملت کی سرکردگی میں دین وشریعت کے دفاع وحفاظت کے لئے ایک متحدہ بورڈ کی تشکیل کی جائے، چنانچہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے نام سے اس کی تشکیل کی گئی، اور ملک کے جلیل القدر تعلیمی ادارہ دار العلوم دیوبند کے مہتمم حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کو بورڈ کا صدر منتخب کیا گیا، وہ دار العلوم دیوبند جیسے مہتم بالشان تعلیمی ادارہ کے مہتمم اور اپنے عہد کے سرگروہ علماء میں تھے، اور دین وشریعت کے معاملہ میں ان کا بڑا وزن تسلیم کیا جاتا تھا، ان ہی کے ساتھ ملک کے مقتدر شرعی ادارہ امارت شرعیہ بہار واڑیسہ کے امیر جناب مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ سکریٹری جنرل قرار پائے، ان کا بھی اچھا علمی وقار اور علماء دین کے درمیان ان کا بھی وزن تھا، بورڈ کو ہندوستانی مسلمانوں کے تمام طبقوں اور مسلکوں کا تعاون وحمایت حاصل ہوئی، یہ مسلمانوں کے لئے بڑی فال نیک تھی کہ ان کے مشترک مذہبی مقصد کے لئے ان کا متحدہ پلیٹ فارم بن جائے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملت اسلامیہ ہندیہ کے لئے خاص انعام تھا، یہ انعام الحمد للہ تا حال جاری ہے۔

مسلمانان ہند کے پرسنل لا کی حفاظت ودفاع کے اس مشترک اور متحدہ پلیٹ فارم نے اپنے قیام کے وقت سے ہی دستوری اور جمہوری طریقوں سے اپنا کام شروع کیا، ان کے اس سنجیدہ اور علمی مزاج کے حامل پلیٹ

فارم کے لئے اس سیکولر ملک ہندوستان میں اختیار کرنے کا یہی زیادہ موزوں اور نتیجہ خیز طریقہ تھا، کیونکہ یہاں کے مسلمان ملک کی ایسی اقلیت ہیں جو اپنے سے کئی گنا تعداد کی اکثریت کے درمیان رہتے ہیں، ایسی صورت میں افہام وتفہیم اور دستوری حقوق کے حوالہ سے کوشش زیادہ کارآمد طریقہ تھا، چنانچہ بورڈ نے اولاً تمام مسلمانان ہند کو اس مشترک مقصد کے لئے متحد رکھنے اور ان میں اس مقصد کی اہمیت اور ضرورت کا احساس پیدا کرنے پر توجہ دی، پھر حکومت کے پالیسی ساز ذمہ داروں کو اپنے مقصد کے برسرِ حق ہونے، نیز امت اسلامیہ کے لئے اس سے دست برداری کے ناقابل عمل ہونے کو باور کرانے کی سنجیدہ اور ٹھوس کوششیں کیں۔

بورڈ کی ان دوطرفہ کوششوں کا خاطر خواہ فائدہ ہوا، اور ملک کے غیر مسلم دانشور طبقہ کے سنجیدہ افراد نے اس کی اہمیت کو محسوس کیا، اور تائید بھی کی، لیکن اکثریتی مذہب کے ایک حلقہ نے اس کی اہمیت کو محسوس نہیں کیا، اور یکساں سول کوڈ کو زیادہ اہمیت کا مسئلہ قرار دیا، اور یہ بات اس حد تک پہونچی کہ بورڈ نے اپنی کوشش کے صرف ۱۲ سال گذارے تھے کہ اپریل ۸۵ء میں ایک مسلمان جوڑے شاہ بانو اور ان کے شوہر محمد احمد خاں کے درمیان طلاق کا مسئلہ پیش آیا جس نے جھگڑے کی شکل اختیار کی، اور مسئلہ سپریم کورٹ تک پہونچا جہاں اس کے چیف جسٹس چندر چوڑ صاحب کا ذہن یکساں سول کوڈ کا تھا، چنانچہ انہوں نے ایک قانونی نکتہ کو بنیاد بنا کر اس مقدمہ میں طلاق کے اسلامی حکم کے برخلاف فیصلہ دیا۔

اس فیصلہ نے مسلمانوں کے لئے اس خطرہ کو حقیقت بنا دیا جس سے شریعت اسلامیہ کو محفوظ رکھنے کی کوششیں کی جارہی تھیں، اور چونکہ فیصلہ عدالت علیا کا تھا اس لئے دیگر کسی عدالت میں اس کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا تھا، اب گنجائش صرف یہ رہ جاتی تھی کہ ملک کے قانون ساز ادارہ پارلیمنٹ کی طرف رجوع کیا جائے جس کے لئے ارکان پارلیمنٹ کے دو تہائی ارکان پر اثر رکھنے والی پارٹی اور خاص طور پر اس کے سربراہ کو مطمئن کرنے کی ضرورت تھی، چنانچہ بورڈ نے اس کے لئے بہت سمجھداری، حکمت اور افہام وتفہیم کا طریقہ اختیار کیا، بورڈ کے صدر مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ سے دو سال قبل ۱۷/ جولائی ۱۹۸۳ء کو انتقال کرچکے تھے، ان کی وفات کے بعد بورڈ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں تھا، علمی وملی دونوں سطح پر مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مقام تھا جس کو حکومت کے حلقہ میں بھی محسوس کیا جاتا تھا، چنانچہ وہ اور اس کے لائق جنرل سکریٹری مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے دانشمندی اور افہام وتفہیم کی اپنی علمی قابلیت سے اس وقت کے وزیر اعظم راجیو گاندھی کو اسلامی قانون طلاق کو لائق اعتماد ماننے پر راضی کرلیا، اور اسکی بنیاد پر وزیر اعظم نے پارلیمنٹ میں ایک ترمیمی بل لاکر اسلامی قانون طلاق کو دستوری حیثیت دیدی۔ اس طرح اس خطرہ کو جو سپریم کورٹ کے جج کے فیصلہ سے اسلامی قانون کے سر پر لٹکتی ہوئی تلوار کے مانند تھا، بے اثر کردیا۔

بورڈ کا یہ ایسا کارنامہ تھا جس کی اہمیت کا صحیح اندازہ اس وقت کے حالات وامکانات کو سامنے رکھتے ہوئے ہی کیا جاسکتا ہے کہ باوجود اس کے کہ اس وقت اگرچہ ملک کی اکثریت اور پارلیمنٹ کے بیشتر ارکان اس طرح کے ترمیمی بل لانے کے حامی نہ تھے پھر بھی وزیر اعظم جو غیر مسلم تھے اس حد تک مسلمانوں کے کاز کے حامی بن جائیں کہ سب کی مخالفت کے باوجود ترمیم منظور کرالیں، یہ ایک نہایت غیر معمولی واقعہ تھا۔ بورڈ نے اپنے اس کارنامہ کے ذریعہ ملک میں بڑی اہمیت حاصل کرلی، اور اس کے وقار میں بیحد اضافہ ہوا، اور سب نے یہ محسوس کیا کہ اس مشکل ترین کارنامہ میں بورڈ کے ذمہ دار ارکان کی کوششوں اور خاص طور پر صدر بورڈ اور جنرل سکریٹری کے سر سہرا رہا۔

بورڈ نے اپنی اس اہمیت وشہرت کے ساتھ شریعت اسلامی کی حفاظت ودفاع کا کام جاری رکھا، اس درمیان میں یکے بعد دیگرے اس کی دونوں اہم شخصیتیں اس دنیا سے رخصت ہوئیں، اور بورڈ نے قائدین ۱۹۹۱ء میں مولانا منت اللہ رحمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر مولانا سید نظام الدین صاحب، بطور جنرل سکریٹری، اور ۱۹۹۹ء میں اس کے صدر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی وفات پر مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی رحمۃ اللہ علیہ، بطور صدر کی رہبری میں آگیا، یہ دونوں حضرات اپنی اپنی جگہ پر اپنے نئے منصبوں پر آنے سے قبل ہی سے بورڈ کے مزاج سے پوری

طرح واقف اور اس کی سابقہ کارکردگیوں میں برابر شریک رہے تھے، چنانچہ وہ اس بات کے مستحق تھے کہ بورڈ کے اعلیٰ منصبوں میں خلاء پیدا ہونے پر ان سے اس خلاء کو پُر کیا جائے۔

بورڈ کی ذمہ داریوں کو یہ دونوں حضرات بطریق احسن انجام دینے کا فریضہ انجام دیتے رہے، دونوں حضرات بورڈ کے اولین روح رواں اور جنرل سکریٹری مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ امیر شریعت بہار واڑیسہ کے خاص تربیت یافتہ اور معاون بھی رہے تھے، ان میں سے مولانا نظام الدین صاحب امارت شرعیہ کی نظامت کے ذمہ دار تھے اور مولانا مجاہد الاسلام قاسمی رحمۃ اللہ علیہ امارت شرعیہ کے قاضی القضاۃ تھے، ان کو قوانین شریعت پر عبور بھی حاصل تھا، اور وہ استدلال وتفہیم کی اچھی صلاحیت کے مالک بھی تھے، افسوس ہے کہ ان کو بورڈ کی صدارت کی ذمہ داری کی انجام دہی کی مدت صرف دو سال کی ہی مل سکی، اور وہ ایک طویل علالت کے نتیجہ میں اس دنیا سے رخصت ہوکر بورڈ کی قیادت میں ایک خلاء چھوڑ گئے۔ ہم سب کی دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ بورڈ کے خالی ہونے والے اس عالی منصب کے لئے جو مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے ہوا ہے موزوں شخصیت مہیا فرمادے۔

حضرات! مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال ملک کے ان حالات میں ہوا جن میں ملت کو اہم مسائل درپیش تھے جن میں ان کی بڑی ضرورت تھی، انہوں نے صدر ہونے کے بعد بورڈ کے کام کو ترقی دینے کی کوشش کی، قوانین شرعیہ پر بورڈ کی طرف سے جو کام انجام دیا جارہا تھا، وہ ان کی توجہ سے تکمیل تک پہونچا، نیز اسلامی قانون شریعت کے خلاف بعض عدالتوں میں جو بعض فیصلے وقتاً فوقتاً ہوئے ان کو عدالت میں چیلنج کرنے کا کام بھی اچھا انجام پاتا رہا، مسلمانوں کے شرعی مسائل میں آپسی جھگڑوں کو مسلمانوں کے اپنے ملی دائرے ہی میں حل کرنے کے لئے دار القضاء قائم کرنے اور چلانے کا کام بھی ہوا، ہم سب مرحوم صدر کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں، اور دعاء کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی ملی کوششوں کی بہترین جزاء عطاء فرمائے۔

حضرات! مسلمانوں کا اسلامی تشخص اور ان کی اسلامی شریعت پر عمل یہ ان کی ایسی ضرورت ہے کہ اگر اس میں رکاوٹ پڑتی ہے تو مسلمانوں کا بحیثیت مسلمان وجود باقی نہ رہ سکے گا، اور مسلمانوں کے لئے مسلمان کا عنوان ایک لفظ غلط بنکر رہ جائے گا، اس لئے جس طرح ہم اپنی اقتصادی ضرورتوں اور اپنے مادی تقاضوں کی فکر کرتے ہیں ہم کو اپنی شریعت کی حفاظت اور اس پر عمل کی رکاوٹوں کو دور کرنے کی فکر کا فریضہ بھی انجام دینا ضروری ہے، ہم کو اس کے لئے بورڈ کی طرف سے جو جدوجہد ہورہی ہے اس کے ساتھ پورا تعاون کرنا ہوگا۔

حضرات! ہندوستان میں مسلم پرسنل لا پر عمل کرنے میں رکاوٹ پیدا کئے جانے یا اس کو ملک کی اکثریت کے پرسنل لا میں تبدیل کئے جانے کے خطرہ کو دور کرنے کے لئے بورڈ کی طرف سے جو کوششیں ہوئیں اور بورڈ نے اس مقصد کو کامیاب طریقہ سے انجام دیا، یہ بڑا قابل قدر کام انجام پایا، کیونکہ اس کائنات کے مالک نے انسانوں کے لئے جو ضابطۂ زندگی اپنی کتاب کے ذریعہ اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مقرر فرمایا ہے، اس کے مقرر فرمانے کے ساتھ یہ بھی حکم دیا ہے کہ اس ضابطہ پر عمل کرنا بھی لازمی ہے، اور مسلمان کے لئے اس کے خلاف کرنے کی کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی، فرمایا: ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ (المائدۃ: ۴۴) (ترجمہ: اور جنہوں نے اس کے مطابق فیصلہ نہیں کیا جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا وہ کفر کرنے والے ہیں) نیز فرمایا: ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (المائدۃ: ۴۵) (ترجمہ: اور جنہوں نے اس کے مطابق فیصلہ نہیں کیا جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا وہ بڑے غلط کار وخطا کار ہیں) مزید فرمایا: ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ (المائدۃ: ۴۷) (ترجمہ: اور جنہوں نے اس کے مطابق فیصلہ نہیں کیا جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا وہ برا اور ذلیل کام کرنے والے ہیں) اور فرمایا: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (النساء: ۶۵) (ترجمہ: اور یہ بات ضروری وقطعی ہے کہ لوگ صاحب ایمان نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ ان معاملات میں جن میں ان کے آپس میں

جھگڑا ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصلہ کرنے والا نہ بنائیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو فیصلہ دیدیں اس فیصلہ کے سلسلہ میں اپنے دلوں میں کوئی تردد بھی محسوس نہ کریں، اور اس فیصلہ کو بالکل مان لیں) نیز فرمایا: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: ۷) (ترجمہ: اور جو کچھ تم کو رسول دیدیں (یعنی رائے یا حکم دیں) اس کو لے لو (یعنی قبول کرو) اور جس بات سے تم کو منع کردیں اس سے باز آجاؤ)۔

لہذا مسلمان کے لئے اس کی گنجائش ہی نہیں کہ وہ اپنے خالق اور رب کے دیئے ہوئے قانون کے بجائے کسی دوسرے قانون کو قبول کرے، اس کو بہر حال اس بات کو یقینی سمجھنا اور بنانا ہے کہ خدائی قانون پر اس کے عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، اور الحمد للہ اس کام کو قانونی دائرہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے بخوبی انجام دیا، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی بہر حال ضروری ہے کہ مسلمان کا اس پر واقعی عمل بھی ہو، اسکی بھی پوری فکر کی ضرورت ہے، خاص طور پر اس لئے بھی کہ اس ملک کا مسلمان جس ماحول میں رہتا ہے وہ مختلف مذاہب کا ماحول ہے، اور اس میں اکثریت غیر اسلامی ہے جو قرآن کے بتائے ہوئے قانون کو نہیں تسلیم کرتی، اور اس کے اپنے خود ساختہ قوانین ورسم ورواج ہیں۔ ان مذہبوں کے رسم ورواج سے متاثر ہوکر کچھ مسلمان شریعت اسلامی کے خلاف عمل کے مرتکب ہوتے ہیں، اس لئے پرسنل لا کی حفاظت کا یہ پہلو بھی بہت اہم ہے کہ مسلمانوں کو اس پر واقعتاً عمل کرنے کی پابندی کی تاکید کی جائے، اور اس کے لئے ضروری وسائل اختیار کئے جائیں، چنانچہ بورڈ نے اس سلسلہ میں اصلاح معاشرہ کے کام کو اپنا موضوع بنایا اور اسی کے ساتھ اس سلسلہ میں لاعلمی دور کرنے اور شریعت کا حکم بتانے کیلئے مختلف علاقوں میں دار القضاء قائم کئے، تاکہ عائلی معاملات میں مسلمانوں کے آپسی اختلافات عام حالات میں ان دار القضاؤں کے ذریعہ حل کئے جائیں، اور ان کے جھگڑے خود ان کے اپنے شرعی ذرائع سے فیصل ہوجائیں۔

یہ دونوں کام آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے فرائض کا اہم جزء بنے، اور ان کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا، اور ان کے لئے کوشش کی گئی جو برابر جاری ہے، اس کوشش کو مزید وسیع اور قوی بنانے کی ضرورت ہے، کیونکہ یہ مسئلہ بھی حکومت وعدالت سے مسلم پرسنل لا کی حفاظت کی ضمانت حاصل کرنے کی کوشش سے کم ضروری نہیں ہے، تاکہ ہماری بے عملی وبدعملی غیروں کی نظروں میں ہماری شریعت اسلامی کے ضروری ہونے کے خلاف دلیل نہ بنے، چنانچہ اس سلسلہ میں ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اولاً مسلمانوں کو یہ باور کرائیں کہ ان کے اسلام وایمان کی تکمیل بغیر اس کے نہیں ہوتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے قانون کی پابندی کریں، اپنے مسائل میں وہ یہ ضرور معلوم کریں کہ شریعت کا کیا حکم ہے، اور پھر اس پر عمل کریں، خواہ اس میں ان کا مادی نقصان ہی ہو، کیونکہ مادی نقصان کی حد اسی دنیاوی زندگی میں ہے، لیکن دینی نقصان کی حد تو آخرت میں دور تک گئی ہے، اور قرآن مجید میں صاف وصریح طریقہ سے واضح کیا گیا ہے کہ بغیر اس کے اسلام وایمان مکمل نہیں ہوتا، چنانچہ مسلمانوں کو شریعت پر عمل کرنے میں کوتاہی کے انجام بد کی طرف صاف طریقہ سے متوجہ کرنا چاہئے، اور ان کو ان رسموں اور رواجوں سے باز رکھنے کی پوری کوشش کرنا چاہئے جو ان کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں سے روگردانی میں مبتلاء کرتی ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم میں سے ہر شخص کو اولاً اپنے ذاتی اور خاندانی دائرہ میں اپنے رویہ کا جائزہ لینا چاہئے کہ اس کے یہاں اس پر کتنا عمل ہے؟، اور اپنے عائلی دائرہ میں شریعت اسلامی کی ہدایات پر عمل کرنے کا اپنے کو اور اپنے متعلقین کو پابند بنانا چاہئے، تاکہ ہم دوسروں کو جب متوجہ کریں یا غیروں کے سامنے اپنی شریعت کی اہمیت رکھیں تو ہماری بات کا وزن ہو، افسوس کی بات ہے کہ خدا کے قانون پر خود عمل کرنے میں کوتاہی مسلمانوں کی زندگی میں اس زمانہ میں خاصی راہ پاتی جارہی ہے، اور یہ بہت خراب علامت ہے، اس کوتاہی کا ایک دوسرا سخت نقصان یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے اور اس کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہوسکتے ہیں، اور اللہ کی پکڑ میں مبتلاء ہوسکتے ہیں۔ مسلمانوں کو اس وقت جن خطرات ومصائب سے گذرنا پڑ رہا ہے کیا عجب کہ وہ ان ہی کوتاہیوں کا نتیجہ ہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ﴾ (الشوریٰ: ۳۰) (ترجمہ: اور جو مصیبت تم کو پہونچی ہے وہ خود تمہارے ہاتھوں کا کرتوت ہے، اور بہت سی باتوں میں اللہ تعالیٰ معاف بھی کردیتا ہے)۔

"خود تمہارے ہاتھوں کا کرتوت" کا مطلب ہماری زندگی کے وہ اعمال بھی ہیں جو خدا کی ناراضی لانے والے ہیں، اور وہ مصیبتوں کو لاتے ہیں۔

حضرات! ہماری یہ کوشش بھی بھرپور ہونا چاہئے کہ ہم اپنے معاشرہ کو خدا کے بھیجے ہوئے احکام کی خلاف ورزی سے زیادہ سے زیادہ محفوظ بنائیں، اور اسکے لئے اصلاح معاشرہ کے کام کو بہت اہمیت دینا چاہئے۔

ہمارا مسلم پرسنل لا کا یہ بورڈ اگر مسلم پرسنل لا کے ان دونوں پہلوؤں یعنی مسلم پرسنل لا کو تبدیلی سے بچانے کی فکر وانتظام، اور اس پر مسلم سوسائٹی کو عمل کرنے کا پابند بنانے کی فکر واہتمام پر پوری توجہ دے تو وہ اپنی اصل ذمہ داری کو پورا کرے گا، اور یہی اس کا اصل موضوع ہے۔ اور اس نے اپنی تیس سالہ تاریخ میں اپنی جد وجہد کا اسی کو مرکزی موضوع بنایا ہے، اور اس کام کو گروہی عصبیت اور جماعتی سیاست سے اپنے کو بلند رکھتے ہوئے انجام دیا ہے، اسی وجہ سے یہ مسلمانوں کا متفقہ پلیٹ فارم بنا ہے، ہم کو اس کا بھی پورا اہتمام رکھنا ہے کہ اس کا یہ امتیاز قائم رہے، اس کے لئے بورڈ کے ذمہ داروں کو یہ لحاظ رکھنا ہے کہ ان کی جماعتی وابستگیاں بورڈ پر اثر انداز نہ ہوں، نیز ایسے مسائل میں الجھنے سے بھی بچنا ہے جو بورڈ کے اپنے طے کردہ دائرہ عمل کے اندر ٹھیک سے نہیں سماتے۔ ہندوستانی مسلمانوں کے مسائل یوں تو بہت ہیں، اور متنوع قسم کے ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ بورڈ کے لئے ان سب مسائل کی خصوصی فکر کرنے کی ذمہ داری دشوار اور اس کے اصل کام میں حارج ہے، اس سے اس کے اصل موضوع کی فکر میں کمی واقع ہوسکتی ہے، ان دیگر موضوعات کے معاملات کی فکر کرنے کیلئے مسلمانوں کی دیگر متعدد جماعتیں موجود ہیں، وہ ان کا حق ادا کرنے کے کام کو زیادہ فکر ودلچسپی سے کرسکتی ہیں، اس طرح بورڈ کی طرف سے اپنے اصل کام کے علاوہ دیگر مختلف انداز کے کاموں کی طرف کسی خاص توجہ دہی کی ضرورت نہیں رہتی، بورڈ کی اپنی الگ خصوصیت اور مسلمانوں کے متفقہ مسئلہ میں مسلمانوں کی متفقہ نمائندگی کی صفت برقرار رہتی ہے۔

حضرات! بورڈ کا یہ سولہواں عمومی اجلاس ہے، جس کا آغاز آج ہورہا ہے، اس کے سامنے اولین مسئلہ اس کے صدر کے انتقال سے خالی ہونے والے منصب کے لئے کسی نئے موقر وموزوں شخص کا انتخاب ہے، جو آپ حضرات بورڈ کی ضرورت اور اس منصب کی اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے کریں گے۔ اس طرح بورڈ اپنے جنرل سکریٹری اور صدر کی رہبری میں اپنی ذمہ داریوں کو حسب سابق اپنے باوقار اور فعال انداز میں جاری رکھے گا۔

ہم سب اس کے لئے دعاء گو ہیں، اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے اور توفیق وقبولیت سے نوازے، آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین.

حیدرآباد میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا سولہواں تاریخ ساز اجلاس

افتتاحی اجلاس ◄ نئے صدر کا انتخاب ◄ تاریخ ساز جلسۂ عام ◄ شریعت کا پیغام ملت اسلامیہ کے نام

رپورٹ: نذر الحفیظ ندوی

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ مخلص اور غیر مخلص کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ "غیر مخلص کا سفینہ ساحل پر ہوتے ہوئے بھی ڈوب جاتا ہے، اس کے برعکس مخلص کا سفینہ طوفان میں ہوتے ہوئے بھی ساحل مراد سے ہمکنار ہو جاتا ہے"، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا قیام ہندوستان میں شریعت اسلامیہ کے تحفظ کی خاطر جن حضرات کے ہاتھوں عمل میں آیا تھا وہ اللہ کے مخلص بندے تھے اور جن بزرگوں کے ذمہ ملت کے اس سفینہ کی ناخدائی کا کام کیا گیا تھا وہ ہند میں سرمایۂ ملت کے نگہبان اور شدید طوفانوں میں اس کی کشتی کے پشتیبان تھے، وہ شہرت و ناموری سے دور اخلاص، ایثار اور قربانی کے جذبہ سے حکمت و دانشمندی، افہام و تفہیم اور اعتدال و توازن سے ملت کی کشتی کھیتے رہے، اسی بنا پر یہ ادارہ تیس ۳۰ سال سے مسلمانوں کا ایسا متحدہ پلیٹ فارم بن گیا جس پر ہر ایک کو اعتماد تھا اور حکومت وقت بھی اس کی طاقت کا لحاظ کرنے پر مجبور تھی، اس غیر معمولی مقبولیت کی وجہ سے حاسدین کی نگاہیں لگی ہوئی ہوئیں تھیں کہ کب یہ ادارہ انتشار و افتراق کا شکار ہو جائے، مولانا مجاہد الاسلام قاسمی کی وفات کے بعد بورڈ کی صدارت پر تمام لوگوں کی نگاہیں لگی ہوئی تھیں ملت کے دردمندوں اور مخلصین کو اس بات کی فکر تھی کہ کسی طرح ایسی شخصیت کا انتخاب متفقہ طور پر ہو جائے جو بورڈ کو موجودہ بھنور سے نکالنے میں کامیاب ہو جائے، وہ مخلص و دانا ہو، اس کا کردار بے داغ ہو، شہرت، پروپگنڈے اور جاہ و منصب سے طبعی طور پر دور ہو، مسلمانوں کے اس ادارہ کو صرف ملت کے تشخص و امتیاز کے بقاء اور اسکی خدمت کے لئے وقف کرنے کی اسکے اندر صلاحیت اور ہمت ہو، اور شخصی و ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر خالص رضائے الٰہی کے جذبے سے وہ کام کرے، اللہ کا شکر ہے کہ ملت اسلامیہ کی یہ آرزو بر آئی اور مشکل ترین حالت میں یہ سفینہ ساحل مراد سے ہمکنار ہو گیا، اس کامیابی میں بلاشبہ ان بزرگوں کی دعاؤں کا بڑا حصہ ہے جنھوں نے اپنے خون جگر سے اس کی آبیاری کی اور ان کے بعد کے آنے والوں نے اس کو مقدس امانت سمجھ کر ایسے شخص کے حوالے کر دیا جو ان کی نگاہ میں اس منصب کے لئے موزوں ترین شخص تھا، اسی کے ساتھ اس کامیابی میں حیدرآباد کے مسلمانوں کا بنیادی کردار ہے جن کی ایثار و قربانی، ملی غیرت و حمیت، اخلاص و جذبۂ عمل، دینی شعور اور دانشمندی کی وجہ سے یہ انتخاب کامیابی سے ہمکنار ہوا، جس سکون و سنجیدگی اور خاموشی کی فضا میں سولہواں اجلاس شروع ہوا اسی روایتی وقار و اعتبار اور دعوتی روح و جذبے سے اس کا کامیاب اختتام بھی ہوا، پورے ملک میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ارکان کی اجتماعی دانشمندی کا پیغام ایسے وقت گیا جب کہ مسلمانوں کو ہندوتو طاقتوں کی طرف سے سخت پریشان کیا جا رہا تھا اور گجرات جیسے سانحہ سے ان کی ہمت کو ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی، مسلمانوں کو ایسی قیادت کی ضرورت تھی جو صبر و تحمل، بصیرت اور دور اندیشی کے ساتھ کشتی کو بھنور سے نکال سکے اور ان کے اندر خود اعتمادی کی نئی روح پھونک سکے، بورڈ کے نئے صدر نے گجرات کے حوالے سے ہندوستانی مسلمانوں کو یہ کہتے ہوئے منفی انداز میں سوچنے سے گریز کا پیغام دیا کہ گجرات جیسے واقعات سے مسلمانوں کو ختم نہیں کیا جا سکتا، جو قوم زندہ رہنے کا عہد کرے اس کو کوئی مار نہیں سکتا، یہ ملت باقی رہنے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

۲۵/مارچ کو دہلی میں بورڈ کے جنرل

سکریٹری مولانا سید نظام الدین کی دعوت پر ارکان عاملہ کا اجلاس ہوا جس میں بورڈ کے صدر کی وفات پر تعزیت کے ساتھ نئے صدر کے انتخاب اور آئندہ اجلاس کے انعقاد کی جگہ اور تاریخ کے بارے میں غور و فکر کرنا تھا تعزیتی نشست کے بعد حیدرآباد کے ممتاز عالم دین مولانا محمد حمید الدین عاقل حسامی کی دعوت پر بورڈ کے سولہویں اجلاس کے انعقاد کی تاریخ طے ہو گئی، بورڈ کے سرگرم، متحرک، فعال سکریٹری اور مشہور قانون داں جناب عبدالرحیم قریشی کو کنوینر بنایا گیا۔ مولانا عاقل حسامی نے مہمانوں کی میزبانی اور قیام کے لئے اپنے وسیع و عریض جامعہ دار العلوم کو پیش کر دیا، چنانچہ ۲۱/جون ۲۰۰۲ء کو بورڈ کے تمام ارکان سخت موسم کے باوجود حیدرآباد تشریف لائے تو موسم بڑا خوشگوار تھا اور فال نیک بھی کہ اجلاس بھی خوشگوار ماحول میں ہوگا۔ اجلاس کا افتتاح ناظم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کو کرنا تھا لیکن طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے وقت پر وہ حیدرآباد نہ پہونچ سکے افتتاحی خطبہ مولانا کے نمائندہ نے پڑھ کر سنایا، اس خطبہ میں مولانا نے بورڈ کی تیس سالہ کارکردگی کا انتہائی اختصار سے جائزہ لیتے ہوئے مسلم پرسنل لا بورڈ کے قیام کے دائرہ کار کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بورڈ نے اپنے تیس سالہ دور میں شریعت اسلامی کی حفاظت کو اپنی جدوجہد کا مرکزی موضوع بنایا ہے، اور اس کام کو گروہی عصبیت اور جماعتی سیاست سے بالاتر رکھتے ہوئے بورڈ نے اس کو مسلمانوں کا متفقہ پلیٹ فارم بنایا، مولانا نے بورڈ کے ارکان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ بورڈ کے ذمہ داروں کو یہ لحاظ رکھنا چاہئے کہ ان کی جماعتی وابستگیاں بورڈ پر اثر انداز نہ ہوں، مولانا نے فرمایا کہ مسلمانوں کے دیگر مسائل کے حل کے لئے ان کی جماعتیں موجود ہیں، بورڈ کو تو اپنے دائرہ ہی میں رہ کر جدوجہد کرنی چاہئے، مولانا نے اپنے خطبہ میں بورڈ کے سابق صدور اور جنرل سکریٹری کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا جنھوں نے مسلمانان ہند کے پرسنل لا کی حفاظت اور اس کے دفاع میں ناقابل فراموش جدوجہد کی۔

تلاوت کلام پاک کے بعد صدر استقبالیہ مولانا سید انوار اللہ شاہ نقشبندی و جانشین محدث دکن نے خطبہ استقبالیہ پڑھا، جنرل سکریٹری مولانا سید نظام الدین نے افتتاحی اجلاس کی صدارت کی، مولانا محمد حمید الدین حسامی امیر شریعت آندھرا پردیش نے اس موقع پر مولانا سید محمد ولی رحمانی کی تحریر کردہ طلاق سے متعلق بمبئی ہائی کورٹ اور رنگ آباد بنچ کے تازہ فیصلہ عدالتی روایات کے پس منظر کتابچہ کی رسم اجراء انجام دی۔ سکریٹری پرسنل لا بورڈ و صدر کل ہند مجلس تعمیر ملت جناب عبدالرحیم قریشی نے بورڈ کے سابق صدر مولانا مجاہد الاسلام قاسمی اور ارکان بورڈ مولانا سید احمد ہاشمی، مولانا نصرت الجہدی، مولانا فقیہ الدین، امین الحسن رضوی، مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری مولانا عاشق الٰہی بلند شہری، مولانا عبدالباسط بناری، اور مولانا شہاب الدین ندوی کے انتقال پر تعزیتی قرارداد پیش کی، مولانا محمد سالم قاسمی نے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی، آخر میں مولانا سید شاہ محمد محمد الحسینی سجادہ نشیں روضہ گلبرگہ نائب صدر مسلم پرسنل لا بورڈ نے دعا کی۔ معتمد استقبالیہ مولانا رحیم الدین انصاری نے شکریہ ادا کیا، وہی بڑے سلیقہ سے جلسہ کی نظامت بھی کر رہے تھے اور تمام جلسوں سے متعلق چھوٹے بڑے انتظامی امور کی نگرانی بھی، افتتاحی جلسہ میں مولانا سراج الحسن امیر جماعت اسلامی، مولانا محمد سالم قاسمی، جناب سلطان صلاح الدین اویسی صدر کل ہند مجلس اتحاد المسلمین، جناب ابراہیم سلیمان سیٹھ، مولانا کلب صادق (نائب صدر) مولانا سید محمد ولی رحمانی (نائب صدر و سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر) ظفر یاب جیلانی (ایڈوکیٹ لکھنؤ) مولانا سلیمان سکندر، جناب قمر الاسلام (وزیر کرناٹک) نوجوان بیرسٹر اسد الدین اویسی، جناب محمد علی شبیر (سابق وزیر) مولانا محمد رضوان القاسمی (ناظم دار العلوم سبیل السلام) جناب سید وقار الدین ایڈیٹر رہنمائے دکن، ڈاکٹر وزارت رسول خاں، مولانا احمد علی قاسمی کے علاوہ مقامی و بیرونی علماء کرام اور مدعوین خصوصی اور پورے ملک سے آئے ہوئے بورڈ کے اراکین موجود تھے، مہمانوں کا استقبال کرنے میں، رحیم الدین انصاری اور اسد الدین اویسی اور ان کے معاونین پیش پیش تھے، دار العلوم کے اساتذہ اور طلبہ بھی اپنی ذمہ داریاں انجام دینے میں سرگرم تھے۔

افتتاحی اجلاس سے قبل ارکان عاملہ کی نشست مولانا محمد سالم صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں طے کیا گیا کہ بورڈ

کے نئے صدر کا انتخاب اتفاق رائے سے کیا جائے گا، اس اجلاس میں بنگلور کے اجلاس کے بعد کی کارکردگی کا جائزہ بھی لیا گیا، بعض ارکان نے یہ تجویز پیش کی کہ کھلے اجلاس میں صدر کا انتخاب کیا جائے، بالآخر بحث ومباحثہ کے بعد یہی طے ہوا کہ ارکان عاملہ کی نشست میں صدر کا انتخاب کیا جائے گا، چنانچہ ٢٢ر جون کی صبح کو ارکان عاملہ کے اجلاس میں مولانا محمد سالم صاحب کی تجویز اور مولانا سید نظام الدین، مولانا محمد حمید الدین عاقل حسامی کی تائید سے اکثریت نے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کا نام بورڈ کی صدارت کے لئے منظور کرلیا، مولانا طبیعت کی ناسازی کی بنا پر ایک روز تاخیر سے حیدرآباد پہونچے تو بخار کی وجہ سے اس اجلاس میں بھی شریک نہیں ہوسکے جس میں صدر کا انتخاب ہوا تھا، یوں بھی مولانا شروع ہی سے اس منصب کو قبول کرنے سے گریزاں تھے، لیکن جب ملت کے تمام نمائندوں نے متفقہ طور سے ان کو صدر بنانا طے کرلیا تو مولانا کو یہ عہدہ قبول کرنا ہی پڑا، جیسے ہی یہ خبر عام ہوئی تو نہ صرف ہندوستان بلکہ پورے عالم اسلام میں اس خبر پر غیر معمولی مسرت کا اظہار کیا گیا، ذرائع ابلاغ نے اس خبر کو نمایاں اہمیت دی، اخبارات نے اداریے لکھے اور اس متفقہ انتخاب کو مسلم پرسنل لابورڈ کے ارکان کی اجتماعی دانشمندی اور ان کے نئے عزم وحوصلے سے تعبیر کیا۔ اس انتخابی جلسہ میں بورڈ کے تمام ١٥١ ر اراکین نے حصہ لیا انتخابی عمل مکمل ہوتے ہی مولانا کی قیام گاہ پر بہت سے حضرات مبارکباد دینے آئے، ان میں سرفہرست مولانا سید نظام الدین اور محمد عبدالرحیم قریشی تھے۔ نئے منتخب صدر جب بعد نماز مغرب دارالعلوم کے احاطہ میں منعقد جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے تو حیدرآباد کے نوجوانوں نے زبردست نعرۂ تکبیر سے والہانہ استقبال کیا اور اپنے جلو میں انہیں ڈائس تک لائے، پھر تو پورا ہال نعرۂ تکبیر سے گونجنے لگا۔

حیدرآباد کے سرگرم عالم وداعی مولانا محمد رضوان القاسمی نے اچھوتے انداز میں نئے صدر کا تعارف کرایا اور اس انتخاب کو پوری ملت کے لئے فال نیک قرار دیا، خود مولانا محترم نے اس انتخاب پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور منتخب کرنے والے ارکان بورڈ سے تعاون کی درخواست کی اور کہا کہ میں اس قابل نہیں کہ اتنے بڑے ادارے کی صدارت کرسکوں، میں تو مسلم پرسنل لابورڈ کا ایک خادم ہوں انھوں نے اپنا تعارف کروانے پر کہا کہ یہ تعارف مجھ سے محبت اور خلوص کا اظہار ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس حسن ظن کی لاج رکھ لے۔

مولانا نے اس تمہید کے بعد جچے تلے، موثر، طاقتور اور فیصلہ کن انداز میں ملت کے احساسات کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا کہ مدارس سے دین باقی ہے اور دین سے مسلمان باقی ہیں، مولانا نے فرمایا کہ بورڈ دراصل شریعت محمدی اور دین اسلام کے تحفظ کے لئے قائم ہوا ہے، اس کے کمزور ہونے کی صورت میں دینی نظام کے کمزور ہونے کا خدشہ ہے، جو قوم زندہ رہنے کا عہد کرتی ہے اسکو کوئی فنا نہیں کرسکتا، انھوں نے گجرات کے سانحہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کو گجرات جیسے واقعات سے ختم نہیں کیا جاسکتا یہ امت باقی رہنے کے لئے پیدا کی گئی ہے، زندگی کے تسلسل کو باقی رہنا ہے، مولانا نے مسلمانوں کو مستقبل کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہوشمندی سے تیاری کرتے رہنے کی تلقین کی اور ضرورت پڑنے پر کہیں جوش سے بھی کام لینے کی تلقین کی، ٢٣ر جون کے اخبارات نے صفحہ اول پر بورڈ کے نئے صدر کی تقریر کو نمایاں کرکے شائع کیا اور اس پیغام کو لافانی پیغام سے تعبیر کیا، اور لکھا کہ مولانا کی تقریر سے پوری ملت کے اندر خود اعتمادی کی روح پیدا ہوئی ہے اور اسکو نیا عزم وحوصلہ ملا ہے۔

٢٣ر جون کو ٩ر بجے صبح سے دو بجے تک بورڈ کے ارکان کا جلسہ ہوتا رہا، اس اجلاس میں بابری مسجد کے موضوع پر شنکر چاریہ اور مسلم پرسنل لابورڈ کے درمیان گفتگو، الہ آباد ہائی کورٹ میں بابری مسجد مقدمہ اور اسکے سلسلہ میں گواہوں کو پیش کرنے، ان سے قانونی جرح، نیز لبرہان کمیشن کے سامنے بابری مسجد کے انہدام کے بارے میں ملزموں کی پیشی، جیسے موضوعات پر ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس اور ظفر یاب جیلانی ایڈوکیٹ نے تفصیلی رپورٹیں پیش کیں، مطبوعہ کتابچے بھی ان موضوعات پر ارکان کے درمیان تقسیم کئے گئے، ان موضوعات کے علاوہ اصلاح معاشرہ اور دینی مدارس کے خلاف حکومت اور ذرائع ابلاغ دونوں کے پروپیگنڈے اور ان کے مذموم مقاصد، سرکاری عدالتوں کی طرف سے

مسلم پرسنل لا کے خلاف من مانی فیصلوں پر ارکان بورڈ نے روشنی ڈالی اور تمام موضوعات پر بورڈ کے سکریٹری اور ماہر قانون جناب عبدالرحیم قریشی نے تجاویز پیش کیں اور حیدرآباد اعلانیہ کے عنوان سے ان تجاویز کو پڑھ کر حاضرین اجلاس سے منظوری لی، بورڈ کے نئے صدر کی تقریر اور دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا، مولانا عبداللہ مغیثی نے مندوبین کی طرف سے حیدرآباد کے مسلمانوں، وہاں کی دینی وسماجی انجمنوں، جماعتوں کا شکریہ ادا کیا، جامعہ اسلامیہ دارالعلوم کے سربراہ اور آندھرا پردیش کے مشہور داعی مولانا محمد حمید الدین عاقل حسامی، معتمد استقبالیہ جناب رحیم الدین انصاری، سلطان صلاح الدین اویسی اور نوجوان بیرسٹر اور مسلمانوں کے ابھرتے ہوئے لیڈر اسد الدین اویسی، اساتذہ اور طلبائے دارالعلوم اور اخباروں کے نمائندوں کا خصوصی شکریہ ادا کیا اور کہا کہ جس شاہی انداز میں مہمانوں کی ضیافت ہوئی ہے اس سے ہم امید کرتے ہیں کہ آئندہ اجلاس بھی اسی شہر حیدرآباد میں منعقد کئے جائیں گے۔

عام طور پر آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے جو اجلاس منعقد ہوتے ہیں ان میں ارکان عاملہ کی نشستیں مختلف مسائل پر منعقد ہوتی اور بحث ومباحثہ کے بعد تجاویز منظور کی جاتی ہیں، اجلاس کے آخری دن شب میں جلسہ عام منعقد کیا جاتا ہے جس میں عام مسلمانوں تک پرسنل لابورڈ کے مقاصد اور پیغام کی ترجمانی کی جاتی ہے، اسلامی معاشرہ کی تشکیل، تعمیر اور شریعت کی حفاظت میں مسلمانوں کی انفرادی واجتماعی ذمہ داریوں کو یاد دلایا جاتا ہے، وقت کے فتنوں سے ہوشیار رہنے، جاہلی رسوم ورواج اور بدعات وخرافات سے دور رہنے اور خالص اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی گذارنے پر زور دیا جاتا ہے، اس طرح کے بڑے جلسے بمبئی، کلکتہ، احمد آباد، جے پور اور حیدآباد میں ہوتے رہے، لاکھوں کی تعداد میں مسلمان ان جلسوں میں شریک ہوتے رہے، لیکن انگریزی وہندی پریس نے ہمیشہ ان کو نظر انداز کیا اور لکھا کہ چند سو یا چند ہزار شرکاء سے زیادہ نہیں تھے، حیدرآباد کے وسیع میدان دارالسلام میں مجلس اتحاد المسلمین کے اشتراک وتعاون اور مثالی انتظام سے یہ جلسہ منعقد ہوا، ایک محتاط اندازے کے مطابق ڈھائی لاکھ مسلمانوں نے اس جلسہ میں شرکت کی، تین بجے صبح تک بڑے جوش وجذبے سے لوگ شریک رہے، کلوز ٹی وی سرکٹ کا بھی انتظام تھا، بورڈ کے صدر جب جلسہ میں تشریف لائے تو زبردست نعرۂ تکبیر سے ان کا خیر مقدم کیا گیا، ملک کے تمام حصوں سے آئے ہوئے نمائندوں نے تقریریں کیں یہ ایک بھرپور نمائندہ جلسہ تھا، حیدرآباد کے عوام وخواص دونوں کا جوش وجذبہ دیکھنے کے قابل تھا، اس کے ساتھ بورڈ کے نئے صدر کے انتخاب پر عوام وخواص دونوں طبقوں نے بھرپور ان کی پر جوش حمایت کی اور ہر طرح کی عصبیت سے بالاتر ہوکر ملت کے وسیع تر مفاد کو تقویت پہونچائی۔

صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ نے اس جلسۂ عام کے ذریعہ مسلمانان ہند کو شریعت محمدی پر گامزن رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلمانوں کو اپنا کھویا ہوا مقام اس وقت حاصل ہوگا جب ہم قرآن مجید کو اپنی زندگی میں جاری وساری کریں گے، اگر ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی کریں گے تو ہم اسکی نصرت، تائید کے مستحق نہیں ہوسکتے، صدر کی تقریر کے بعد مندوبین کی طرف سے مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی نے شکریہ ادا کیا، مولانا مقبول پاشاہ قادری شطاری کی دعا پر جلسہ ساڑھے تین بجے ختم ہوا۔

سوال وجواب

✲ محمد طارق ندوی ✲

س:۔ کیا بچہ یا بچی کا نام اچھا رکھنے کے سلسلے میں شرعاً کوئی حکم ہے؟

ج:۔ ہاں! نام اچھے رکھنا چاہیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ تمہیں قیامت کے دن تمہارے اور تمہارے والدین کے ناموں کو لے کر پکارا جائے گا تو نام اچھے رکھو۔ (ابوداؤد)

س:۔ بچہ کے پہلی مرتبہ جب بال منڈوائے جاتے ہیں توان بالوں کو کیا کرنا چاہیے؟

ج:۔ اس بچہ کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنا مسنون ہے۔

س:۔ کیا والدین کو حق ہے کہ وہ اپنی پوری جائداد ایک ہی لڑکے کو دیدے؟

ج:۔ حالت صحت میں والد اپنی پوری جائداد ایک لڑکے کو شرعاً دے سکتا ہے، لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔

س:۔ بہت سے لوگ چوری سے بجلی استعمال کرتے ہیں شرعاً ان کا یہ عمل کیسا ہے؟

ج:۔ ناجائز! شرعاً کسی چیز کی چوری کا جواز نہیں ہے۔

س:۔ کیا اگر زمین نجس ہوجائے تو وہ سوکھ جانے کے بعد پاک ہوجائے گی؟

ج:۔ ہاں! جب نجس زمین سوکھ جائے اور اس کا اثر زائل ہوجائے تو وہ پاک ہوجاتی ہے" وإذا اصابت الارض نجاسة فجفت بالشمس و ذهب أثرها جازت الصلوٰة على مكانها۔ (ہدایہ اول ص۵۸)

س:۔ کیا مسجد کے چندہ کو تجارت میں لگا کر اس کے منافع سے مسجد کے اخراجات پورے کیے جاسکتے ہیں؟

ج:۔ مسجد کا جمع شدہ چندہ تجارت میں لگانا درست نہیں ہے کیونکہ تجارت میں نفع ہونا ضروری نہیں ہے، نقصان بھی ہوسکتا ہے اور مسجد کے چندہ میں ایسے تصرفات جس میں مال کے ضائع ہونے کا احتمال ہو شرعاً درست نہ ہوگا۔

س:۔ کیا متولی مسجد کے چندہ میں سے کسی کو بطور قرض کچھ رقم دے سکتا ہے؟

ج:۔ نہیں! متولی کو اس کا اختیار شرعاً نہیں ہے۔

س:۔ بسا اوقات جیب میں ایسے بہت سے کاغذات رہتے ہیں جن میں احادیث یا قرآنی آیات لکھی ہوتی ہیں۔ اور اس حال میں استنجا خانہ بھی جانا پڑتا ہے ایسی صورت میں دریافت طلب بات یہ ہے کہ ایسا شخص کیا کرے، آیا مذکورہ کاغذات نکال کر رکھ دے یا ان کے رہتے ہوئے استنجا کرسکتا ہے؟

ج:۔ جن کاغذات پر احادیث یا قرآنی آیتیں لکھی ہوتی ہیں ان کو استنجا خانے جانے سے پہلے نکال کر رکھ دے۔

س:۔ کیا نذر ماننے کے بعد پورا کرنے کا شرعاً کوئی ثبوت ہے؟

ج:۔ ہاں! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "من نذر أن يطيع الله فليطعه" جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اطاعت کرے۔

س:۔ ایک شخص نے یہ نذر مانی کہ اگر اس کا فلاں کام ہوگیا تو وہ ایک جانور ذبح کرکے فقراء میں اس کا گوشت تقسیم کریگا تو کیا وہ جانور ذبح کرنے کے بجائے اس کی قیمت صدقہ کرسکتا ہے؟

ج:۔ نہیں! جانور کو ذبح کرکے اس کا گوشت فقراء میں تقسیم کرے۔ اس کی قیمت صدقہ کرنے سے نذر پوری نہیں ہوگی۔

س:۔ سرکاری ملازمت ختم ہونے کے بعد فیملی پنشن کا ملنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟

ج:۔ فیملی پنشن کا ملنا جائز ہے کیونکہ وہ ایک انعام ہے جو حکومت کی طرف سے ملازم کے ورثاء کو ملتا ہے۔

(بقیہ)

رضاکارانہ فطری جذبۂ ہمدردی

وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝

اور جب پیٹھ پھیر جاتا ہے تو اس دوڑ دھوپ میں رہتا ہے کہ زمین پر فساد کرے، اور کھیتی اور جانوروں کو تلف کرے درانحالیکہ اللہ فساد کو (بالکل) پسند نہیں کرتا۔

اب اگر کسی کو یہی پُر مشقت اور طویل راستہ اور تلخ وناکام تجربہ پسند ہے تو اس کے لئے قرآن مجید کا یہ ارشاد کافی ہے۔

أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ ۚ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُم مَّا سَأَلْتُمْ ۝ (سورۂ بقرہ – ۶۱)

تو کیا چیز ادنیٰ ہے تم اسے لینا چاہتے ہو اس چیز کے مقابلہ میں جو بہتر ہے (تو خیر) کسی شہر میں اتر پڑو (وہیں) مل جائے گا جو کچھ تم مانگتے ہو،

روزنامہ اورنگ آباد ٹائمز کے نمائندوں کا

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی

صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ سے ایک انٹرویو

ترتیب وپیش کش: مولانا محمد کلیم الدین کاشفی ندوی، استاذ جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم اورنگ آباد

آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے ۱۶رویں عام اجلاس میں اتفاق رائے سے معروف اسلامی وعربی اسکالر مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کو بورڈ کا صدر منتخب کرلیا گیا۔ مولانا محترم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ناظم ہونے کے علاوہ کئی مذہبی، ادبی وثقافتی تنظیموں سے وابستہ ہیں، حیدرآباد کے اس اجلاس عام میں صدر منتخب ہونے کے بعد مولانا سب سے پہلے تاریخی شہر اورنگ آباد تشریف لائے اور ندوۃ العلماء لکھنؤ کی شاخ جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم میں منعقدہ دو روزہ اجلاس عام ۲۶، ۲۷ر جون ۲۰۰۲ء بروز بدھ، جمعرات) میں شرکت فرمائی، شہر اورنگ آباد کے اخبار روزنامہ (اورنگ آباد ٹائمز) کے نمائندے ش۔ ع۔ معین اور خطیب الحسن انصاری نے مولانا رابع ندوی سے ملک کے موجودہ حالات اور مسلمانوں کے سنگین مسائل پر تفصیلی گفتگو کی، اس گفتگو میں پونا کے پروفیسر انیس چشتی اور جامعہ کے استاذ محمد صدر الحسن ندوی مدنی بھی شریک رہے، افادۂ عام کی غرض سے یہ انٹرویو قارئین کی نذر ہے (ادارہ)

سوال: آپ حال میں ہی بورڈ کے صدر منتخب ہوئے، بورڈ کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے آپ کے پاس کچھ نئے منصوبے ہیں یا آپ سابقہ پروگراموں پر ہی عمل کریں گے؟

جواب: دیکھئے صدر جو ہوتا ہے وہ ایک طرح سے نمائندہ یا سرپرست ہوتا ہے، سارا کام ورکنگ کمیٹی کرتی ہے، ورکنگ کمیٹی ہی پروگرام بناتی ہے اور وہی فیصلے کرتی ہے، اتنی بات ہے کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے بہ اتفاق رائے ہوتا ہے، ورکنگ کمیٹی کے پروگرام اور فیصلوں کو جنرل سکریٹری نافذ کرتا ہے، اس میں صدر کا پورا تعاون ہوتا ہے وہ اپنی ذمہ داری پوری کرتا ہے۔

سوال: بابری مسجد مقدمہ سے متعلق وشو ہندو پریشد نے اعلان کیا ہے کہ عدالت کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرے گی، بحیثیت صدر مسلم پرسنل لاء بورڈ آپ کا کیا ردعمل ہے؟

جواب: کئی جگہ مجھ سے یہ سوال کیا گیا، میں کہتا ہوں کہ جو لوگ اس طرح کی بات کرتے ہیں کہ وہ عدالت کے فیصلے کو نہیں مانیں گے تو یہ مسئلہ ہمارا نہیں عدالت کا ہوگا، عدالت کا حکم نہ ماننا عدالت کی توہین ہے اور توہین عدالت جرم ہے، اس لئے اگر کوئی یہ کہے کہ وہ عدالت کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرے گا تو یہ عدالت کا کام ہے، عدالت اس کو دیکھے گی، ہم اس پر کوئی تبصرہ نہیں کریں گے، اس لئے کہ ایک بات جو قانونی اور دستوری طور سے غلط ہو تو پھر اس پر بحث کرنے سے کوئی فائدہ ہی نہیں، بحث کسی اصول کے مطابق ہوتی ہے، یہاں تو کوئی اصول ہی نہیں، دوسری بات یہ کہ اس طرح کے جو بیانات آرہے ہیں یا دیئے جارہے ہیں وہ زبانی ہیں، اس پر عمل آسان نہیں، عدالت کے فیصلے کو نہ ماننا آسان ہے کس کے لئے؟ اس ملک میں رہنے والے کس کے لئے؟ کہنے کو تو کچھ بھی کہا جاسکتا ہے، عملاً کیا ہوگا یہ کہا نہیں جاسکتا۔ اور جہاں تک ہماری بات ہے پرسنل لاء بورڈ کا شروع سے موقف یہی ہے کہ وہ عدالت کے فیصلے کو تسلیم کرے گا، چاہے فیصلہ جو ہو، ہم اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہیں، یہی طریقہ ہے ہر معاملہ کے سلجھانے کا، کسی معاملہ پر جھگڑا ہوتا ہے آپ اسے سلجھانے کے لئے

عدالت جائیے، عدالت جو فیصلہ کرے گی اسے ماننا پڑے گا، وی ایچ پی کی دھمکی ہمارے نزدیک کوئی پریشانی یا فکر کی بات نہیں ہے، ہمیں صرف عدالت کے فیصلہ کا انتظار ہے۔

سوال: بابری مسجد تنازعہ پر اس سے قبل مصالحت کے لئے ایک فارمولہ سامنے آیا تھا، اگر موجودہ حالات میں اس طرح کی کوئی تجویز سامنے آتی ہے تو کیا پرسنل لاء بورڈ بات چیت کرے گا؟

جواب: اگر ایسی کوئی تجویز بورڈ کے روبرو رکھی گئی تو بورڈ سب سے پہلے یہ دیکھے گا کہ آیا تجویز یا فارمولہ قابل بحث ہے یا نہیں؟ اور اگر فارمولہ قابل بحث ہے تو بورڈ کی ورکنگ کمیٹی کے مشورے سے رائے قائم کی جائے گی، ظاہر ہے کہ انسانی اور اخلاقی سطح پر کوئی بھی معقول گفتگو کرے تو اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا، لیکن فی الحال کچھ معلوم نہیں کہ وہ کیا فارمولہ لاتے ہیں، اور کیا کہنا چاہتے ہیں؟ وہ جو بھی کہیں گے ورکنگ کمیٹی کے مشورے سے کوئی قدم اٹھایا جائے گا۔

سوال: کافی عرصہ قبل مولانا علی میاں ندویؒ جب اورنگ آباد آئے تھے تو انھوں نے کہا تھا کہ بابری مسجد کو آثار قدیمہ کے تحت لے لیا جائے، اس کا سب سے بہتر حل یہی ہے، اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: مولانا علی میاںؒ نے شروع سے یہ بات کہہ رہے تھے لیکن آثار قدیمہ کے مطلب یہ نہیں ہوتا کہ مسلمان مسجد سے دستبردار ہوجائیں، کتنی مسجدیں آثار قدیمہ تحت ہیں، اور وہاں نمازیں ہوتی ہیں، مولانا علی میاںؒ سیکورٹی کے نقطہ نظر سے بابری مسجد کو آثار قدیمہ میں شامل کرنے کی بات کہی تھی، کیونکہ آثار قدیمہ میں شامل کسی بھی عمارت میں کوئی تبدیلی کی گنجائش نہیں رہتی، اگر مسجد آثار قدیمہ میں لے لی جاتی تو شہید نہ ہوتی اور نہ ہی اسے کوئی تصرف میں لیتا، رہی بات آثار قدیمہ کے تحت آنے والی مساجد میں نماز کی تو اس کی اجازت مل جاتی ہے، کئی مساجد ایسی ہیں جو آثار قدیمہ کے تحت ہیں اور وہاں باقاعدہ نمازیں ہوتی ہیں، مولانا علی میاںؒ نے یہ سوچ کر مذکورہ تجویز رکھی تھی کہ مسجد محفوظ ہوجائے گی اور جھگڑا ختم ہوجائے گا۔

سوال: مارچ میں شیلادان سے قبل کانچی پورم کے شنکراچاریہ سرسوتی نے مصالحتی فارمولہ پیش کیا تھا اور جب بورڈ ان سے گفتگو پر راضی ہوا تو کچھ حلقوں نے بورڈ کے اس اقدام کی مخالفت کی تھی، ایسا کیوں ہوا؟

جواب: اس وقت کچھ لوگوں نے یہ سمجھا کہ مسلم پرسنل لاء بورڈ اپنے اس موقف سے ہٹ رہا ہے جو موقف بابری مسجد کو بچانے کا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس وقت بورڈ کی مخالفت کی گئی لیکن بورڈ شنکراچاریہ کے فارمولہ کو سمجھنا چاہتا تھا، اگر کوئی آپ سے معقول بات کہے تو آپ گفتگو سے کیسے انکار کرسکتے ہیں، جب بات چیت کا معاملہ سامنے آیا تو ہم نے گفت وشنید کے لئے آمادگی ظاہر کی بات چیت ہوئی تو معلوم ہوا کہ شنکراچاریہ کا فارمولہ قابل قبول نہیں ہے، دوسری بات یہ کہ ہمیں ایسا محسوس ہوا کہ یہ فارمولہ عدالت کے معاملہ میں ایک طرح سے مداخلت کررہا ہے، تو بورڈ نے اس فارمولہ کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا، بورڈ کا رویہ مثبت رویہ ہے، معقول بات کوئی کہے تو کم از کم سننے میں کیا قباحت ہے؟

سوال: عام طور پر ہم نے دیکھا کہ مسلم پرسنل لاء بورڈ نے ہر موڑ اور ہر محاذ پر ملت کی رہنمائی کی ہے، اور کچھ معاملات میں احتجاج بھی کیا ہے لیکن گجرات میں مسلسل دو ماہ تک مسلمانوں پر مظالم ہوئے، باضابطہ حکومت کی نگرانی میں ان کا قتل عام ہوتا رہا، بورڈ نے اس پر خاموشی کیوں اختیار کی؟

جواب: خاموشی اختیار نہیں کی بلکہ بورڈ نے عملی اقدامات پر زور دیا، بورڈ کے ایک نمائندہ وفد نے گجرات کا دورہ کرکے حالات کا جائزہ لیا، ہم جو کچھ تعاون کرسکتے تھے، ہم نے کیا، پرسنل لاء بورڈ کے مشورے سے مختلف جماعتوں، مختلف گروپوں نے وہاں امداد بھیجی، امداد اور راحت کا کام ابھی بھی جاری ہے، رہی احتجاج کی بات تو اس وقت گجرات کے متاثرین کی مدد سب سے اہم کام ہے، احتجاج کرنا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے، اعلان کرنا، چیخنا، چلانا، جلسے جلوس اور مظاہروں کا فائدہ ہر جگہ نہیں ہوتا۔ بعض مسائل میں احتجاج اور مظاہرے، جلسے جلوس سے فائدہ ہوجاتا لیکن ہر مسئلہ میں یہ نہیں ہوسکتا، گجرات میں کھلے عام زیادتی ہوئی، وہاں کی انتظامیہ نے تساہلی سے کام لیا، غفلت برتی، واضح طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ انتظامیہ نے سب کچھ ہونے دیا حالانکہ صرف دو روز کے اندر فسادات پر قابو پایا جاسکتا تھا، لیکن جب محافظ ہی انسانیت سوز حرکتیں کرنے لگیں تو کوئی کیا کرسکتا ہے؟ امدادی کاموں کے علاوہ ہم پریس اور دوسرے طریقوں سے اس پر اپنی رائے کا اظہار کررہے ہیں اور ان کو شرمندہ کرنے کی کوشش کررہے ہیں کہ انھوں نے جو کچھ کیا وہ انتہائی غلط کام کیا ہے، ماشاء اللہ یہ کام ہندو پریس بھی کررہا ہے، ان کو شرمندہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ دنیا کے سامنے شرمندہ ہوں تب ان پر اثر پڑے گا، یہ سب جان بوجھ کر کیا گیا ہے، گجرات معاملات پر میں نے اپنے دو تین مضامین میں یہ تحریر کیا کہ مسلمانوں کا جو نقصان ہوا اور جو سفاکی ہوئی وہ اپنی جگہ ہے لیکن اس سے ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے، گجرات برسوں پیچھے چلا گیا ہے، چاہے کرنے والے ابھی کچھ نہ سوچیں، ابھی انھیں درد معلوم نہیں ہوگا لیکن چوٹ لگی ہے تو درد تو بہرحال ہوگا ہے، آہستہ آہستہ انہیں محسوس ہوگا، گجرات فسادات سے ملک کا نام بدنام ہوا ہے، یہ ملک اہنسا (عدم تشدد) کا ملک سمجھا جاتا تھا، انسانیت نوازی اور بھائی چارگی کے لئے دنیا میں اس کی شہرت تھی، اب سب یہ جان گئے ہیں کہ یہ ہنسا (تشدد) کا ملک ہے، اہنسا (عدم تشدد) کا ملک نہیں رہا، ملک ذلیل ہوا اور اس کا وقار مجروح ہوا، اعتبار ختم ہوا، اب لوگ یہاں آکر کارخانے لگائیں گے؟ کیا یہاں سرمایہ کاری کریں گے؟ گجرات کے تاجر بھاگ رہے ہیں، گجرات کو بے تحاشہ نقصان پہنچا، یہ کوئی عقل مندی کی بات تھی، آپ نے کچھ لوگوں کو ماردیا، قتل کردیا، آپ کے دل کو تسکین مل گئی لیکن آپ نے خود اپنے پیروں پر کلہاڑی مارلی۔

سوال: اشوک سنگھل نے حال ہی میں دھمکی دی کہ مسلمان ہمارے رحم وکرم پر ہیں اگر انھوں نے ہماری مخالفت کی تو ملک کے ہر حصہ کو گجرات بنادیا جائے گا، اس پر آپ کیا کہیں گے؟

جواب: سنگھل ایسی باتیں شروع سے ہی اڑاتے رہے ہیں، ہر غلط سلط بات کہنے والے پر اگر آپ دھیان دیتے رہیں گے تو زندگی اجیرن ہوجائے گی، بکواس کرنے والوں کو بکواس کرنے دیجئے۔

سوال: سنگھ پریوار کے اشارے پر حکومت ملک بھر کے دینی مدارس کو نشانہ بنارہی ہے، مدارس کا رجسٹریشن لازمی کیا جارہا ہے، اس مسئلہ پر بورڈ کیا رُخ اختیار کرے گا؟

جواب: مسلم پرسنل لاء بورڈ نے اس معاملہ پر کچھ تجاویز منظور کی ہیں، اس مہم کو بے اثر کرنے کے لئے ہم جو کچھ کرسکتے ہیں کریں گے کیونکہ ہم اسے اپنے بنیادی حقوق میں مداخلت تصور کرتے ہیں، اصل میں یہ بین الاقوامی سازش ہے اور اس میں ہندوستان بھی اپنا کردار ادا کررہا ہے، لیکن انشاء اللہ وہ اپنے ناپاک ارادوں اور منصوبوں میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ ہم لوگوں کو بیدار رہنے کی ضرورت ہے اور ہم جمہوری ودستوری طریقہ سے اس کا مقابلہ کریں گے۔

سوال: شاہی امام اکثر بورڈ کے معاملات میں مداخلت کرتے رہتے ہیں کیا انھیں روکا نہیں جاسکتا؟

جواب: وہ شاہی امام ہیں، ہر شخص اپنے ذہن اور حالات کے مطابق بات کرتا ہے، اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں اور مزید اختلافات کیوں پیدا کئے جائیں؟

سوال: بورڈ کی جانب سے اصلاح معاشرہ کے پروگرام کو سامنے لایا گیا تاکہ مسلم معاشرہ میں پروان چڑھ رہی غلط رسوم ورواج اور برائیوں کا خاتمہ کیا جاسکے، لیکن بورڈ کا یہ پروگرام مکمل طور پر اثر انداز نہیں ہوسکا، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اصلاح معاشرہ کا کام بہت بڑا کام ہے، کوئی ایک فرد ایک جماعت یہ کام موثر ڈھنگ سے نہیں کرسکتی، بورڈ نے ایک تجویز منظور کی ہے، ہم سب کو متوجہ کریں گے، ہماری یہ کوشش ہے کہ ہر صوبہ اور ہر شہر میں کام کرنے والے کھڑے ہوں اور اس کام کو کریں دیکھئے پوری امت پھیلی ہوئی ہے، اس لئے ہر جگہ یہ کام ہونا چاہئے اور ہر آدمی اس میں شریک ہو تو انشاء اللہ اس کا فائدہ ہوگا۔

سوال: ملت میں مسلکی اختلافات عروج پر ہیں، ان اختلافات کو دور کرنے اور آپسی ٹکراؤ کو ٹالنے کے لئے کیا کیا جانا چاہئے؟

جواب: دیکھئے اختلافات رہتے ہیں، انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ بھائی بھائی سے مختلف ہوتا ہے، اختلاف تو رہیں گے، آپ اسے ختم نہیں کرسکتے، ان اختلافات کے ساتھ ایک دوسرے کے تعاون کے ساتھ زندگی گذارنا اہم ہے، یہ سوچئے کہ یہ اختلافات رکھتے ہوئے ہم کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرسکتے ہیں؟ مل جل کر رہ سکتے ہیں؟ اگر اس کی صلاحیت پیدا ہوجائے تو قوم ترقی کرتی ہے اور اگر اس کی صلاحیت پیدا نہ ہو، آپس میں ذرا ذرا سی بات پر لڑنے لگیں تو قوم تباہ وبرباد ہوجاتی ہے، یہ ہماری ملت بڑی کمزوری ہے، وہ اختلافات کے سبب ایک دوسرے سے دور ہوجاتے جارہے ہیں، دوسری بات یہ کہ ہمارے مسلکی اختلافات کو ہوا دینے والی بھی بے شمار طاقتیں کام کررہی ہیں، ہمیں اغیار کی سازشوں کو سمجھنا ہوگا، اور متحد ہوکر ان کا

منہ توڑ جواب دینا ہوگا؟

سوال: سیاسی سطح پر مسلمانوں کو کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے؟

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں کو کرپشن سے بچنا چاہئے، کرپشن بہت پھیل گیا ہے، اس کے علاوہ انہیں جمہوری اور دستوری طریقہ پر کار بند رہنا چاہئے، اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو ان کی وقعت ہوگی، ان کا وقار بڑھے گا، ان کا سیاسی وزن بڑھے گا اور ہر جماعت ان کی بات سننے پر راضی ہوگی، اس ملک میں جمہوریت ہے کوئی جماعت آپ کو نظر انداز نہیں کرسکتی۔

سوال: کچھ حلقوں سے مسلسل ایک علحدہ مسلم سیاسی جماعت کی بات سامنے آرہی ہے، تو کیا واقعی اس کی ضرورت ہے؟ آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر کی حیثیت سے نہیں بلکہ ہمارا ذاتی خیال یہ ہے کہ جو مسائل، جو معاملات مشترک ہیں ہم میں اور غیر مسلموں کے اندر اس میں علحدہ جماعت بنانے کی ضرورت نہیں ہے، ہاں جو صرف ہمارے اپنے مسائل ہیں اس کے لئے مسلمانوں کی کوئی الگ جماعت ہوسکتی ہے، جو مسلمانوں کے ہی مسائل کو دیکھے گی، لیکن جو ملکی مسائل ہیں، جن میں آپ بھی شریک ہیں اور وہ بھی شریک ہیں تو اس میں آپ الگ جماعت بنا کر ایک ٹکراؤ اور گروپ بندی کی فضا بنائیں گے اور یہ ہمارے لئے فائدہ مند بات نہیں ہے۔

سوال: سابق وزیر اعظم ایچ ڈی دیوی گوڑا نے حال ہی میں بیان دیا کہ صدر کے عہدہ کے لئے بی جے پی کا عبدالکلام کو سامنے لانا گجرات فسادات کا کلنک دھونے کی کوشش ہے، اس سے متعلق آپ کیا کہیں گے؟

جواب: یہ صحیح ہے یہ پیغام حکومت نے دنیا کو دیا ہے کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں، اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہم نے ایک مسلمان (بھلے ہی وہ نام کے مسلمان ہی کیوں نہ ہو) کو صدر انڈیا بنادیا، پھر ہمارے متعلق یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ ہم فرقہ پرست ہیں؟ یہ حکومت اس سے فائدے بھی اٹھائے گی اور حکومت نے شاید اسی نیت سے یہ کام کیا ہو کہ گجرات کا جو داغ لگا ہے وہ ہلکا ہوجائے۔

سوال: گجرات کے معاملہ پر اپوزیشن جماعتوں کے رول سے آپ کہاں تک مطمئن ہیں؟

جواب: دیکھئے سیاسی جماعتیں جب کوئی اچھا کام کرتی ہیں اس میں بھی ان کی کچھ نہ کچھ سیاست ہوتی ہے، گجرات کے معاملہ پر اپوزیشن نے کام اچھا کیا، ان کو اس سے فائدہ بھی پہونچا، ان کے مطابق لوگوں کے دلوں میں ان کی وقعت بڑھی، اگر انھوں نے فائدہ کی نیت سے بھی یہ کام کیا تو بہت اچھا کیا، ملک کے لئے بہتر ہے، اگر سب آنکھیں بند کئے بیٹھے رہیں تو حکومت جو چاہے کرے گی اور یہ ملک کے لئے نقصان دہ ہوگا، یہ بڑی اچھی علامت ہے کہ جو دیکھنے میں آئی کہ ہندو صحافیوں اور ہندو اسکالروں نے بھی کھل کر برائی کو برائی کہا، یہ ملک کے مفاد میں ہے؟

سوال: تعلیمی بھگوا کرن سے بورڈ کیسے نمٹے گا؟

جواب: سب سے پہلے تو یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے تعلیمی نظام کو درست کریں، تعلیم کو پروان چڑھائیں، ہم تعلیمی اعتبار سے آج بھی پسماندہ ہیں، تعلیم کو تحریک بنانے کی ضرورت ہے، تعلیم کو عام کرنا مشکل نہیں، تعلیم ہی بھگوا کرن کا منہ توڑ جواب دے سکتی ہے، صحیح بات غلط بات کو ختم کردیتی ہے، بھگوا کرن آخر ہے کیا؟ کیا کوئی اس ملک کو دو ہزار سال پیچھے لے جاسکتا ہے؟ ممکن نہیں کہ جو تہذیب ملک کی دو ہزار سال پہلے تھی وہ اس زمانے میں رائج ہوسکتی ہے؟ کہنے کو آدمی جو چاہے کہہ دے لیکن اس پر عمل ہوسکتا ہے؟ ہماری ذمہ داری ہے کہ مثبت کام کریں، مثبت کام منفی کام کو ختم کردیتا ہے، ہم غیروں کے ذہن بدلنے کی کوشش کریں، ان کی غلط فہمیوں کو دور کریں، انہیں بتائیں اسلام کیا ہے، اس سے بڑا فائدہ ہوگا، اگر کوئی سازش کرنے کی کوشش کرے گا بھی تو یہی صاف ذہن غیر مسلم اس کا مقابلہ کریں گے، رہی بورڈ کی بات تو بورڈ ہر معاملہ میں ملت کے ساتھ رہا ہے، تعلیمی بھگوا کرن کو روکنے کے لئے بھی بورڈ اقدامات کرے گا۔

سوال: موجودہ حالات کے پس منظر میں مسلم نوجوانوں کو آپ کیا پیغام دیں گے؟

جواب: مسلم نوجوانوں کو بیدار رہ کر حالات کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے اور جو تقاضے ہیں، چیلنجز ہیں انہیں سمجھ کر ان کے مطابق اپنے قدم بڑھانے چاہئے۔ ہم غلط پروپگنڈوں سے چیلنجز کو نہیں سمجھ پاتے، چھوٹے چیلنجز پر ہماری توجہ مبذول کروادی جاتی ہے اور بڑا چیلنج کھڑا کردیا جاتا ہے تو یہ ضروری ہے کہ پہلے ہم چیلنجز کو سمجھیں پھر اس کے بعد مقابلہ کریں۔

ہندی اور ہندوستان

محمد جاوید اشرف میرٹھی الندوی
(مدینہ منورہ)

زبان ولغت کی اہمیت سے کس کو انکار ہوسکتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی اہم نشانیوں میں سے ایک ہے، سورۂ روم میں ارشاد فرمایا گیا "وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ"

(سورۂ روم ۲۲)

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا جدا جدا ہونا۔

کائنات میں پھیلی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہر نشانی اسکی قدرت وعظمت اور حکمت بالغہ پر دلالت کرتی ہے، یہ زبان کا تنوع اور اس کا اختلاف بھی خالق جل مجدہ کی ایک عظیم ترین نشانی ہے، چنانچہ ہر علاقہ اور خطہ کی زبان الگ ہے، پھر لہجات اور بول چال کا طور طریقہ بھی ایک علاقہ کا دوسرے سے مختلف ہوتا ہے بلاشبہ اس میں سمجھداروں کیلئے نشانی ہے "إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ"۔

خالق بشر نے اس لسانی اختلاف وتنوع کی بنا پر حضرات انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی قوم کی زبان سے آشنا کرکے مبعوث فرمایا، سورۂ ابراہیم کی آیت میں اللہ جل شانہ کا فرمان ہے "وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ" اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی ہی زبان دیکر تاکہ وہ قوم کو کھول کھول بتادے، چنانچہ جس قوم میں جو نبی مبعوث ہوئے وہ اپنی قوم کی زبان سے نہ صرف واقف بلکہ اسکی فصاحت وبلاغت سے بھی متصف ہوتے، اور اپنی قومی زبان میں ہی آسمانی ہدایات وتعلیمات سے اپنی قوم کو روشناس کراتے، قوم کو براہِ راست نبوی تعلیمات سننے اور سمجھنے کا موقع ملتا، نبی ان کی قوم وملت کے درمیان نہ کوئی مترجم ہوتا تھا نہ ہی کوئی افہام وتفہیم کے لئے واسطہ جس سے یہ نتیجہ مستنبط ہوتا ہے کہ داعی کو مدعو قوم کی زبان جاننا چاہئے، تاکہ داعی اور مدعو میں زبان ولغت کا حجاب نہ رہے، وہ حضرات بخوبی جانتے ہیں جو کئی کئی زبانوں سے واقف ہوتے ہیں کہ ایک زبان کی ترجمانی دوسری زبان میں کتنی مشکل ہوتی ہے، اس مشکل کی من جملہ وجوہ کے ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ ایک زبان کی وسعت کا یہ حال ہوتا ہے کہ ایک چیز کے بہت سے نام یا کسی بات کی ادائیگی کیلئے مترادفات کی کثرت ہوتی ہے، جبکہ دوسری زبان کا دامن نہایت تنگ ہوتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی ہوتا ہے کہ کہنے والا کچھ کہتا ہے اور ترجمان اسکا مفہوم اپنے ناقص علم یا بعض عوامل کی وجہ سے بالکل دوسرے انداز میں پیش کرتا ہے جس سے متکلم کی بات کا وزن جاتا رہتا ہے، یا بالکل الٹے انداز میں ہوجاتا ہے، عربی میں مثل مشہور ہے "من عرف لغة قوم امن مكرهم" "جس نے کسی قوم کی زبان سیکھ لی وہ اس قوم کے مکروفریب سے مامون رہا"۔

یہود کی پوری تاریخ مکروفریب، عہد شکنی وفتنہ پروری اور ظلم وفساد سے پر ہے، سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد زریں میں کتنے واقعات ہیں جن سے ایک دفتر تیار ہوسکتا ہے، جو اس بے توفیق قوم کی رسوائی ورذالت کی واضح مثالیں ہیں جو تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں، چنانچہ جب سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے زمانہ قیام میں بارہا اس قوم یہود کی خباثت کا بنفس نفیس مشاہدہ فرمایا اور دیکھ لیا کہ یہ قوم کس قدر خسیس ورذیل ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی جلیل حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم یہود کی زبان سریانی سیکھ لو اس لئے کہ "إني ما آمن على يهود كتابي" مجھے ان پر ذرا بھی بھروسہ نہیں، چنانچہ مختصر سی مدت میں حضرت زید رضی اللہ عنہ

نے ان کی زبان پر عبور حاصل کرلیا (بروایت بخاری، ترمذی، ابوداؤد) یہ حدیث پاک صریح دلیل ہے کہ دوسری قوموں کی زبانیں سیکھی جائیں تاکہ ان کے مکر وفریب اور شر وفتنہ سے محفوظ رہا جائے، نیز ان کو اسلامی دعوت پہنچائی جائے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زید رضی اللہ عنہ کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم فرمانا کوئی وقتی ہدایت نہیں تھی بلکہ اسمیں اشارہ تھا کہ امت مسلمہ کو آئندہ ایسی قوموں سے واسطہ پڑیگا جنکی زبان غیر عربی ہوگی لہٰذا اس وقت اس امت کے لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنی مدعو قوموں کی زبانوں کو سیکھیں اور دعوت اسلام ان تک پہنچائیں، چنانچہ اس رمز کو تاریخ اسلام کے ہر دور کے علماء امت اور داعیان اسلام نے سمجھا اور قوموں کی زبانیں سیکھ کر ان میں تبلیغ ودعوت کا کام انجام دیا، قرآن پاک کے اور احادیث نبویہ کے مختلف زبانوں میں ترجمے کئے اور اس طرح اشاعت اسلام کا اہم فریضہ انجام دیا اور یہ سلسلہ امت اسلامیہ میں آج بھی جاری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہیگا کہ یہ دین حق قیامت تک کے لئے ہے اور ایک زندہ جاوید دین ہے۔

ہندوستان جو ایک وسیع وعریض ملک ہے یہاں بولی جانے والی زبانوں کی کل تعداد ٨٢٦ ہے مگر جو اہم اور بڑی زبانیں ہیں وہ صرف چودہ ہیں، اردو، ہندی، بنگالی، گجراتی، آسامی، کشمیری، مراٹھی، ملیالم، پنجابی، سندھی، تامل، تلگو، پہاڑی اور کنڑ، پھر ان میں سے جو سب پر فوقیت اور امتیاز رکھتی ہے وہ ہندی زبان ہے، اس لئے کہ ہندوستانی حکومت نے اس کو سرکاری زبان ہی قرار نہیں دیا بلکہ ہر ممکنہ وسائل کے ذریعہ اسکو رواج دیا جارہا ہے اور آزادی کے بعد پچاس سالہ مدت میں اسوقت ہندوستان کی یہ سب سے زیادہ بولی جانے اور استعمال کی جانے والی زبان کے طور پر سامنے آگئی ہے، کوئی علاقہ کیا کوئی بستی شاید ایسی نہ ہو جسمیں اس زبان کے واقف کار نہ ہوں، آزادی سے پہلے یہاں کی مروجہ زبانوں میں اردو فارسی سرفہرست تھیں مگر اسلام اور مسلم دشمنی میں ان زبانوں کو سمیٹ کر رکھ دیا گیا، یہ دونوں زبانیں ملک کے ہر طبقہ میں مستعمل تھیں خواہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم مگر آزادی کے بعد مختلف وسائل کے ذریعہ ان زبانوں کو اسلام اور مسلمانوں سے جوڑا گیا اور پھر رفتہ رفتہ ان کو ختم کیا گیا جس کا نتیجہ آج یہ ہے کہ مسلمانوں کی غالب اکثریت بھی ان دونوں زبانوں سے یکسر نابلد ہے، فارسی کا تو ذکر ہی کیا وہ تو قصۂ پارینہ بن کر رہ گئی، مدارس کے قدیم فضلاء بھی خال خال ہیں جو فارسی کو سمجھنے یا بولنے پر قادر ہیں، رہا مسئلہ اردو کا تو یہ دلکش زبان بھی مدارس اسلامیہ تک محدود ہوکر رہ گئی ہے، پورے ملک میں اردو میڈیم اسکول یا اردو اخبار ورسائل انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں، مسلمانوں کے آپسی معاملات اور لین دین ہوں یا خط وکتابت کا سلسلہ سب جگہ ہندی ہی نظر آتی ہے، مسلمانوں کی نئی نسل کی اکثریت اردو زبان سے واقف نہیں رہی، اس زبان کو مٹانے میں ہم مکمل طور پر حکومت یا کسی دشمن کو یکطرفہ طور پر قصوروار نہیں ٹھہرا سکتے، اس زبان کے سماج سے سمٹنے میں ہم مسلمان بھی برابر کے شریک ہیں، کہ ہم نے خود بھی اپنے معاشرہ سے اپنے گھروں سے اس زبان کو ختم کیا ہے، کاش ہم اپنے اندر کچھ شعور پیدا کرسکیں اور اس زبان کے احیاء کیلئے کچھ کرسکیں، بہر حال اس وقت غرضِ تحریر تو یہ ہے کہ ہندی زبان سے متعلق ہمارا کیا رویہ ہونا چاہئے کیا ہم اس زبان سے کلی طور پر یہ کہہ کر اعراض کرلیں کہ یہ ہندوؤں کی زبان ہے، اس کے سیکھنے کی ہمیں ضرورت نہیں، یا یہ کہ ہم اس زبان کی موجودہ سماج میں اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے نہ صرف یہ کہ اسکو سیکھیں بلکہ اس کے ذریعہ اسلامی پیغام کو عام کریں، اسلامی ورثہ کو اس زبان میں منتقل کریں، اس زبان میں اسلام کے داعی تیار کریں، اس کے ذریعہ دشمن کی دسیسہ کاریوں سے واقف ہوکر اس کا سدباب کریں، اور اس کے مکر وفریب سے محفوظ رہیں۔

ہندوستان کی دس ریاستیں ایسی ہیں جن میں ہندی زبان کی مستقل طور پر اپنی ایک حیثیت ہے اور وہاں پر یہ زبان بخوبی بولی اور سمجھی جاتی ہے، ہماچل پردیش، ہریانہ، راجستھان، اترپردیش، مدھیہ پردیش، بہار، دھلی، انڈمان اور سکم، ان صوبوں کی آبادی ٢٠٠١ء کی مردم شماری کے مطابق سینتیس کروڑ سے کچھ کم ہے، جو ہندوستان کی کل آبادی کا ایک تہائی سے زیادہ ہے، اب اہل نظر کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ اتنی وسعت رکھنے والی زبان سے غفلت وبے اعتنائی اور اس سے اعراض کیا ایک داعی امت کیلئے مناسب ہے؟ یقیناً ہر صاحب بصیرت کا جواب نفی میں

ہوگا، اب سوچنے کا مقام یہ ہے کہ ہم نے اس زبان سے اگر ماضی میں اعراض کیا تو مستقبل کیلئے ہم نے کیا لائحہ عمل تیار کیا؟ ملت کا درد رکھنے والے، اہل مدارس، تنظیموں سے منسلک افراد کیلئے یہ دعوتِ فکر ہے؟؟

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ذمہ داران ندوۃ العلماء کو جنھوں نے ہندی زبان کی اہمیت اور معاشرہ میں اسکی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے ہندی زبان میں ماہنامہ ''سچا راہی'' کا اجرا کیا، اللہ تعالیٰ ان حضرات کی اس مبارک سعی کو قبول فرمائے اور اس ماہنامہ کو اصلاح امت اور اشاعت اسلام کا ذریعہ بنا کر قبولیت عامہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

وماذلک علی اللہ بعزیز

معید اشرف ندوی

● سعودی عرب کے وزیر دفاع شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز نے کہا ہے کہ سعودی عرب القاعدہ تنظیم کا ہدف نہیں ہے۔ لیکن برائی ہر جگہ اور ہر زمانے میں پائی جاتی ہے، مغربی ذرائع ابلاغ غلط تصویر پیش کر رہے ہیں، اسلام کے نام کی ہر چیز کو سعودی عرب سے منسوب کر دیا جاتا ہے، ملک کا برا چاہنے والوں کو گرفتار کر کے ان پر مقدمے چلائے جائیں گے۔ انھوں نے یقین ظاہر کیا کہ اسلامی عقائد اور شریعت محمدیہ کے پابند اس ملک کو کبھی کوئی گزند نہیں پہونچا سکتا، اس لئے برائی چاہنے والے ظاہر ہو کر رہیں گے۔ سعودی عرب کی سرحدوں کا سلسلہ بڑا طویل ہے اور کسی چیز کی سو فیصد ضمانت نہیں لی جا سکتی۔ اے ایف پی کے مطابق سعودی کے وزیر دفاع نے کہا کہ سعودی حکومت ملکی سلامتی کو درپیش ہر خطرے کو کچل کر رکھ دے گی، اور ایسے تمام افراد سے آہنی ہاتھ سے نمٹا جائے گا۔

● دنیا کے ایک بڑے حصے میں جہاں آبادی میں اضافہ کرنے اور شرح پیدائش گھٹانے کے لئے مختلف منصوبے بنائے جا رہے ہیں وہیں یورپی ممالک میں بچوں کی شرح پیدائش بڑھانے کے لئے خصوصی ترغیبات دی جا رہی ہیں، حکومت اور دفتر کی طرف سے بچوں کی پیدائش پر معقول الاؤنس اور چھٹیاں دینے کے باوجود خاندان کی تشکیل کی کوششیں کامیاب نہیں ہو رہی ہیں، بعض خواتین تیس ۳۰ سال کی عمر کے بعد خاندان کی تشکیل پر یقین رکھتی ہیں۔

اسپین سے سنگاپور تک حکومتیں خواتین کو دفتری کام کاج سے خاندان کی تعمیر اور افزائش نسل کی طرف واپس لے جانا چاہتی ہیں۔ اسپین کی سوشلسٹ پارٹی نے یہ پیش کش کی ہے کہ خواتین کو دوسرے بچے کی پیدائش پر دو ہزار پونڈ اور اس کے بعد کے بچے پر ۴ ہزار پونڈ دیئے جائیں گے، اسی طرح ہنگری میں ۳ بچوں کی پیدائش پر ٹیکس سے مستثنیٰ کر دیا جاتا ہے اس کے علاوہ دوسری ترغیبات بھی دی گئی ہیں اور خصوصی چھٹیاں، چائلڈ کیر اسٹیٹ سبسیڈی اور بونس وغیرہ دیئے جاتے ہیں۔

● روس کی پارلیمانی دفاعی کمیشن کے سربراہ کے حوالہ سے ایئر فورس خبر رساں ایجنسی نے بتایا کہ آجکل روس کی چالیس فیصد فوج کے پاس رہنے کے لئے مکان نہیں ہے۔ انھوں نے بتایا کہ بہت سے افسران کو اس لئے ریٹائر نہیں کیا جا رہا ہے کیونکہ ان کو دینے کے لئے مکان نہیں ہے اور تقریباً ایک تہائی فوج کے پاس غربت کی وجہ سے اپنا گھر تک نہیں ہے۔

● سینیگال کی فٹبال ٹیم کے فرانسیسی منیجر نے اپنا سابق مذہب تبدیل کر کے اسلام قبول کر لیا ہے۔ انھوں نے اسلام قبول کرنے کا اعلان سینیگال کی فرانس پر ایک گول سے کامیابی کے فوراً بعد کیا۔ واضح رہے کہ سینیگال کی فٹبال ٹیم عالمی کپ ٹورنامنٹ میں سیمی فائنل تک پہونچی تھی اور جس کا مقابلہ ترکی سے ہوا تھا۔ اس ٹیم میں اکثر مسلمان کھلاڑی تھے۔

● عرب ملکوں اور اسرائیل کی فوجی قوت کے موازنہ پر مشتمل شائع شدہ ایک رپورٹ کے مطابق عرب ممالک اپنی آمدنی کا ۴۰ فیصد سالانہ قومی مقاصد کے تحت صرف کرتے ہیں جس میں اسلحہ کی خریداری، فوج کی تربیت وغیرہ شامل ہے جن کا اسرائیلی فوجی قوت کے ساتھ موازنہ اس قسم کا ہے

	عرب ممالک	اسرائیل
مسلح افواج	۳ ملین	ایک لاکھ بہتر ہزار
ریزرو افواج	۲۳۴۹	ایک لاکھ ۳۰ ہزار
ٹینک	۲۱ ۳۲۹	۳۸۰۰
توپ	۳۱۵۹۲	۶۲۰۰
جنگی طیارے	۳۵۷۰	۴۶۶
جنگی ہیلی کاپٹر	۷۵۳	۱۳۳

جنگی قوت میں اس قدر برتری کے باوجود عرب ممالک اسرائیل کے مقابلہ میں کہیں نظر نہیں آتے ان میں وہ اتفاق نہیں پایا جا رہا ہے جس کی اسرائیل کے مقابلہ کے لئے ضرورت ہے؟

پندرہ روزہ تعمیر حیات
ایک تحریک ہے، اس کی
توسیع اشاعت میں حصہ لیں۔

مطالعۂ منبر

تبصرے کے لئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

● محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

نام کتاب: معمولات السالکین (طریق اولیاء)
مرتب: مولانا محمد قمر صاحب الہ آبادی
صفحات: ۳۲۰، سائز $\frac{18\times22}{8}$ قیمت ۵۰/- روپے
ملنے کا پتہ: عبدالرحیم ۸۰/۱۰ اگنگا گنج الہ آباد ۲۱۱۰۰۳

"تزکیہ و احسان" ہدایات ربانی اور تعلیمات نبوی کے اہم ارکان ہیں۔ ان کا تعلق سراسر دل کی دنیا اور عالم باطن کے جذبات و کیفیات (یعنی اخلاق فاضلہ سے آراستگی اور اخلاق رذیلہ سے اجتناب) سے ہے جن کے حصول اور پھر ان میں استقامت کے لئے ذکر و شغل اور صحبت شیخ (حقیقتاً ہو یا حکماً) کی ضرورت ہوتی ہے۔

زیر نظر کتاب اسی موضوع پر مولانا محمد قمر صاحب الہ آبادی نے مرتب کی ہے جس میں عشق و محبت الٰہی کی چاشنی بھی موجود ہے۔ اور اخلاص و جذب دروں کی تاثیر بھی نظر آتی ہے۔ طالبین و سالکین کے لئے اصلاح اعمال و اصلاح حال کا سامان بھی ہے اور راہ حق کو طے کرنے کے لئے اولیاء اللہ کے طریق کی تفصیلی وضاحت بھی کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کتاب کو قبول عام عطا فرمائے اور خلق خدا کی ہدایت اور اپنی رضا کے حصول کا ذریعہ بنائے۔

نام کتاب: شاداب افریقہ
مترجم: حکیم عزیز الرحمن اعظمی
صفحات: ۵۰۵، سائز $\frac{18\times22}{8}$ قیمت ۱۵۰/- روپے
ملنے کا پتہ: مکتبہ فردوس مکارم نگر (برولیا) لکھنؤ

سفر ضروریات انسانی میں ہے اس سے سفر کرنے والے کی عزیمت، بردباری صعوبتوں پر صبر و استقلال اور پامردی کا پتہ چلتا ہے، سفر میں نت نئے تجربے ہوتے ہیں جس سے زندگی گذارنے کی نئی راہیں کھلتی ہیں۔

شاداب افریقہ (افریقیۃ الخضراء) علامہ محمد بن ناصر العبودی کا ملک افریقہ کا دینی و دعوتی سفر نامہ ہے جسے حکیم عزیز الرحمن اعظمی صاحب نے بڑے خوبصورت انداز میں اردو میں منتقل کیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ کتاب اصلاً اردو ہی میں لکھی گئی ہے۔

علامہ کا یہ سفر تبلیغ اسلام اور رابطہ اسلامی کے تحت تھا جس میں موصوف نے مسلمانوں کا حال ان کی تعداد، ان کا معیار زندگی، تعلیمی جد و جہد مدارس کا کردار، مکانات کی تعمیر کا انداز، ان کی صنعت و حرفت، اقتصادی و معاشرتی حالت کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اسی کے ساتھ وہاں کے لئے دینی، تعلیمی اور معاشی ضرورت کے پیش نظر رابطہ کی طرف سے تعاون کا بیان بھی ہے۔ کتاب کے اندر سوڈان، ارٹیریا، حبشہ، کینیا، صومالیہ، مقدیشو یوگنڈہ، یورنڈی، روڈیشیائے شمالی، تنجانیقہ ملاوی نیاسالینڈ، روڈیشیائے جنوبی، کانگو وغیرہ کے سفر کی بھی تفصیلی روداد بتائی گئی ہے۔

باری تعالیٰ کتاب کو قبول عام عطا کرے اور مطالعہ کرنے والوں کے لئے نافع بنائے۔

● نام کتاب: حقوق القرآن
افادات: حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
مرتب: مولانا محمد زید ندوی مظاہری
صفحات: ۱۲۸، سائز $\frac{18\times22}{8}$ قیمت درج نہیں
ملنے کا پتہ: ندوی بکڈپو ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۹۳

اصلاحات کے موضوع پر قرآن مجید کے سلسلہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحؒ کی "حقوق القرآن" ایک مفید کتاب ہے جسے مولانا محمد زید ندوی مظاہری نے ترتیب دیا ہے۔ اس رسالہ میں قرآن مجید سے متعلق ہونے والی مختلف کوتاہیوں کی نشاندہی اور ان کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور ایسے احکام کو جمع کیا گیا ہے جن کی طرف عموماً ذہن کی رسائی نہیں ہوتی۔

فضائل قرآن، قرآن کے حقوق، تجوید کی ضرورت، خصوصیات قرآن، تعلیم قرآن، حفاظت قرآن اور قرآن پاک کو چھونے اور پڑھنے سے متعلق ضروری مسائل وغیرہ کتاب کے اہم ابواب ہیں جن سے کتاب کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کتاب کو امت کی اصلاح و ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

● نام کتاب: احکام التجوید مع خلاصۃ التجوید
افادات: حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
ترتیب: مولانا محمد زید ندوی مظاہری۔
صفحات ۴۸، سائز $\frac{18\times22}{8}$ قیمت درج نہیں۔
ملنے کا پتہ: ندوی بکڈپو ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۹۳

یہ کتاب بھی اسی قبیل کی ہے لیکن اس میں صرف فن تجوید سے متعلق ضروری احکام و قواعد بیان کئے گئے ہیں۔ تجوید کی ضرورت، مخارج و صفات کا مطلب، لہجہ کی حقیقت، غنا اور لہجہ کا فرق۔

(باقی ص ۲۸ پر)

وفیات

مولانا شفیق الرحمٰن ندوی کی وفات

استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے موقر استاذ مولانا شفیق الرحمٰن ندوی کا اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے مورخہ ۲۳ جون ۲۰۰۲ء کو انتقال ہوگیا ہے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

نماز جنازہ احاطہ دارالعلوم میں ۱۱ بجے دن میں مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی صاحب نے پڑھائی اور تدفین ڈالی گنج کے قبرستان میں تمام اعزا واقارب اور اساتذہ وطلباء کی موجودگی میں عمل میں آئی۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازے، ذمہ داران ادارہ۔ اہل خانہ سے اظہار تعزیت پیش کرتے ہیں۔ (ادارہ)

مولانا محمد لقمان ندوی کا انتقال، ناقابلِ تلافی نقصان: مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر، دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ناظم مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے مولانا محمد لقمان ندوی بھوپالی کا جمعہ کی نماز کے خطبہ کے دوران اچانک انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے، انھوں نے رائے بریلی سے فون پر سہارا کو بتایا کہ مولانا لقمان ندوی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور عالمی رابطہ ادب اسلامی سے وابستہ تھے اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامیہ کے رکن بھی تھے۔ ان کا انتقال سے ملت اسلامیہ کا جو نقصان ہوا ہے اس کی تلافی بہت مشکل ہے۔

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کے مطابق مولانا لقمان ندوی مسجد شکور خاں بھوپال میں نماز جمعہ میں خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک منبر پر ہی ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی اور وہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ انھوں نے بتایا کہ مولانا محمد لقمانؒ نے ندوۃ العلماء سے فارغ ہونے کے بعد جامعہ ازہر مصر میں تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد لیبیا میں بحیثیت استاد اپنی خدمات انجام دیں وہ چند برس قبل ہندوستان واپس آئے اور دارالعلوم بھوپال تاج المساجد کے مہتمم مقرر ہوئے، مولانا لقمان ندویؒ مفکر اسلام مولانا علی میاں مرحوم کے شاگرد اور عزیزوں میں تھے اور اس تعلق سے میرے بھی ان سے قریبی روابط تھے، ان کی عمر تقریباً ۶۳ برس تھی۔ ان کے انتقال سے ملت اسلامیہ ایک مخلص خادم کھو دیا ہے جس کی تلافی مستقبل قریب میں ممکن نہیں۔ (ادارہ)

ڈاکٹر مصاحب علی صدیقی مرحوم

سابق استاذ انگریزی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

سنی انٹر کالج لکھنؤ کے اولین پرنسپل اور ماہر تعلیم ڈاکٹر مصاحب علی صدیقی تقریباً ۹۰ سال کی عمر میں لکھنؤ میں ۱۹ جون ۲۰۰۲ء کو رحلت فرما گئے اور عیش باغ قبرستان میں دوسرے روز ان کی تدفین عمل میں آئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں وہ ماسٹر صاحب کے نام سے جانے جاتے تھے۔ تقریباً ۱۵ سال انھوں نے دارالعلوم میں طلباء کو مستفید کیا اور جب تک وہ رہے طلباء میں ہر دلعزیز اور ان کے لئے نہایت شفیق استاذ رہے دارالعلوم سے ان کی وابستگی سنی انٹر کالج سے ریٹائر ہونے کے بعد ہوئی جو ۱۹۹۰ء کے بعد تک رہی۔

وہ اعلیٰ تعلیمی لیاقت اور اس کے ساتھ انتظامی امور کو انجام دینے کی اچھی استعداد رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ سنی انٹر کالج کا جب ۱۹۴۲ء میں قیام عمل میں آیا تو اس وقت اس کی مجلس منتظمہ کے صدر شیخ مستنصر اللہ صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو اس کالج کا پرنسپل منتخب کیا۔ پھر وہ اس کی ترقی کے لئے پوری تندہی کے ساتھ کوشاں ہوگئے کالج کے لئے وہ اس قدر مخلص تھے کہ اسی زمانہ میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں بحیثیت رجسٹرار کے ان کا تقرر ہوا۔ لیکن شیخ مستنصر اللہ کے صرف اتنا کہنے پر کہ اگر آپ چلے جائیں گے تو سنی انٹر کالج کا کیا ہوگا۔ جو یہاں مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ انھوں نے وہاں جانے کا ارادہ ترک کردیا اور اپنی تمام تر توانائیاں اسی کالج کے لئے پیش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ یہاں سے وہ ۱۹۷۴ء میں ریٹائر ہوئے۔ وہ ایک نرم خو اور نیک دل انسان تھے۔

وہ ایک اچھے ادیب بھی تھے ان کی تصنیف "اردو ادب میں تلمیحات" اتر پردیش اردو اکاڈمی کے مالی تعاون سے شائع ہو چکی ہے اور اس پر انہیں اردو اکاڈمی کے انعام کے علاوہ مغربی بنگال اردو اکاڈمی سے بھی انعام ملا ہے۔ اس کے علاوہ تعلیمی مسائل سے متعلق انھوں نے بہت سے مضامین بھی سپرد قلم کئے۔

انھوں نے تعلیم کرسچین کالج لکھنؤ اور لکھنؤ یونیورسٹی میں حاصل کی۔ انگریزی اور اردو سے ڈبل ایم اے کیا۔ اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ٹیچر ٹریننگ بھی لی۔ ملیح آباد کے رہنے والے تھے۔ یہ ان کی خوش بختی ہے کہ فریضۂ حج کی سعادت بھی انھیں حاصل ہوئی اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند کرے ادارہ ڈاکٹر صاحب کے پسماندگان سے تعزیت کرتا ہے اور قارئین سے دعائے مغفرت کی التجا کرتا ہے۔

(بقیہ) مطالعہ کی میز پر

وقف کے احکام وغیرہ کتاب، کے جلی عنوانات ہیں۔

یہ کتاب عام فہم انداز میں ترتیب دی گئی ہے تاکہ عام مسلمان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

(بقیہ) بندۂ مومن ہر حال میں قابل احترام ہے

البتہ اگر کسی عذر کے سبب پورا نہ کرسکے تو معذور ہے۔ چنانچہ زید بن ارقمؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس وقت پورا کرنے کی نیت تھی مگر پورا نہیں کرسکا۔ اور اگر آنے کا وعدہ تھا اور وقت پر نہ آسکا (اس کا یہی مطلب ہے کہ کسی عذر کے سبب ایسا ہوگیا) تو اس پر گناہ نہ ہوگا۔ (ابوداؤد و ترمذی)

عیاض مجاشعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ سب آدمی تواضع اختیار کریں۔ یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے، اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے (کیونکہ فخر اور ظلم تکبر ہی سے ہوتا ہے۔ (مسلم)

حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیوہ اور غریبوں کے کاموں میں سعی کرے وہ (ثواب میں) اس شخص کے مثل ہے جو جہاد میں سعی کرے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور وہ شخص جو کسی یتیم کو اپنے ذمہ رکھ لے خواہ وہ یتیم اس کا (کچھ لگتا) ہو اور خواہ غیر کا ہو۔ ہم دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے۔ اور آپ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرمایا اور دونوں میں تھوڑا سا فرق بھی کردیا (کیونکہ نبی اور غیر نبی میں فرق تو ضروری ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں رہنا کیا تھوڑی بات ہے (بخاری)

نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مسلمانوں کو باہمی ہمدردی اور باہمی محبت اور باہمی شفقت میں ایسا دیکھوگے جیسے (جاندار) بدن ہوتا ہے کہ جب اس کے ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو تمام بدن بدخوابی اور بیماری میں اس کا ساتھ دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوموسیٰؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ کے پاس کوئی سائل یا کوئی صاحب حاجت آتا تو آپ (صحابہؓ سے) فرماتے کہ تم سفارش کردیا کرو، تم کو ثواب ملے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ کی زبان پر جو چاہے حکم دے (یعنی میری زبان سے وہی نکلے گا جو اللہ تعالیٰ کو دلوانا ہوگا۔ مگر تم کو مفت کا ثواب مل جاوے گا۔ اور یہ اس وقت ہے جب جس سے سفارش کی جاوے اس کو گرانی نہ ہو جیسا کہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا) (بخاری ومسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اپنے بھائی (مسلمان) کی مدد کرو، خواہ وہ ظالم ہو خواہ مظلوم ہو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مظلوم ہونے کی حالت میں تو مدد کروں مگر ظالم ہونے کی حالت میں کیسے مدد کروں۔ آپ نے فرمایا اس کو ظلم سے روک دو، یہی تمہاری مدد کرنا ہے اس ظالم کی۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے اور نہ کسی مصیبت میں اس کا ساتھ چھوڑ دے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت میں رہتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی سختی دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کی سختیوں میں سے اس کی سختی دور کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں یہ فرمایا آدمی کے لئے یہ شر کافی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر سمجھے (یعنی اگر کسی میں یہ بات ہو اور کوئی شر کی بات نہ ہو تب بھی اس میں شر کی کمی نہیں) مسلمان کی ساری چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔ اس کی جان اور اس کا مال اور اس کی آبرو (یعنی نہ اس کی جان کو تکلیف دینا جائز نہ اس کے مال کا نقصان کرنا۔ اور نہ اس کی آبرو کو کوئی صدمہ پہونچانا مثلاً اس کا عیب کھولنا اس کی غیبت وغیرہ کرنا۔ (مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کوئی بندہ (پورا) ایماندار نہیں بنتا یہاں تک کہ اپنے بھائی (مسلمان) کے لئے وہی بات پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے (بخاری ومسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جنت میں نہ جاوے گا جس کا پڑوسی اس کے خطرات سے مطمئن نہ ہو (یعنی اس سے اندیشہ ضرر کا لگا رہے۔ (مسلم)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہماری جماعت سے خارج ہے جو ہمارے کم عمر پر رحم نہ کرے اور ہمارے

بڑی عمر والے کی عزت نہ کرے اور نیک کام کی نصیحت نہ کرے اور برے کام سے منع نہ کرے (کیونکہ یہ بھی مسلمان کا حق ہے کہ موقع پر اس کو دین کی باتیں بتلا دیا کرے مگر نرمی اور تہذیب سے۔ (ترمذی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت ہوتی ہو اور وہ اس کی حمایت پر قادر ہو اور اس کی حمایت کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی حمایت فرماوے گا۔ اور اگر اس کی حمایت نہ کی حالانکہ اس کی حمایت پر قادر تھا۔ تو دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اس پر گرفت فرماوے گا (شرح السنۃ)

عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (کسی کا) کوئی عیب دیکھے پھر اس کو چھپالے (یعنی دوسروں سے ظاہر نہ کرے) تو وہ (ثواب میں) ایسا ہوگا جیسا کہ کسی نے زندہ درگور لڑکی کی جان بچالی (کہ قبر سے اس کو زندہ نکال لیا۔ (احمد و ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں ہر ایک شخص اپنے بھائی کا آئینہ ہے بس اگر اس (اپنے بھائی میں) کوئی گندی بات دیکھے تو اس سے (اس طرح) دور کردے (جیسے آئینہ داغ دھبہ چہرہ کا اس طرح صاف کردیتا ہے کہ صرف عیب والے پر تو ظاہر کردیتا ہے اور کسی پر ظاہر نہیں کرتا اس طرح اس شخص کو چاہیئے کہ اس کے عیب کی خفیہ طور پر اصلاح کردے فضیحت نہ کرے) (ترمذی)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو ان کے مرتبہ پر رکھو (یعنی ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے موافق برتاؤ کرو سب کو ایک لکڑی سے مت ہانکو (ابوداؤد)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے وہ شخص (پورا) ایماندار نہیں جو خود اپنا پیٹ بھرے اور اس کا پڑوسی اس کے برابر میں بھوکا رہے۔ (بیہقی)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن الفت (اور لگاؤ) کا محل (اور خانہ) ہے اور اس شخص میں خیر نہیں جو کسی سے نہ خود الفت رکھے اور نہ اس سے کوئی الفت رکھے (یعنی سب سے روکھا اور الگ رہے کسی سے میل ہی نہ ہو۔ باقی دین کی حفاظت کے لئے کسی سے تعلق نہ رکھنا یا کم رکھنا وہ اس سے مستثنیٰ ہے (احمد و بیہقی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری امت میں سے کسی کی حاجت پوری کرے صرف اس نیت سے کہ اس کو مسرور (اور خوش) کرے سو اس شخص نے مجھ کو مسرور کیا۔ اور جس نے مجھ کو مسرور کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو مسرور کیا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کو مسرور کیا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرماوے گا۔ (بیہقی)

نیز حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی پریشان حال آدمی کی امداد کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے تہتر مغفرت لکھے گا جن میں ایک مغفرت تو اس کے تمام کاموں کی اصلاح کے لئے (کافی) ہے اور بہتر مغفرت قیامت کے دن اس کے لئے رفع درجات ہو جاویں گے۔ (بیہقی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کوئی مسلمان اپنے بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے یا ویسے ہی ملاقات کے لئے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو بھی پاکیزہ ہے تیرا چلنا بھی پاکیزہ ہے تو نے جنت میں اپنا مقام بنالیا ہے (ترمذی)

مامون کے دربار کا ایک واقعہ

امام قرطبیؒ نے سند متصل کے ساتھ ایک واقعہ امیر المومنین مامون کے دربار کا نقل کیا ہے کہ مامون کی عادت تھی کہ کبھی کبھی اس کے دربار میں علمی مسائل پر بحث و مباحثے اور مذاکرے ہوا کرتے تھے جس میں ہر اہلِ علم کو آنے کی اجازت تھی۔ ایسے ہی ایک مذاکرے میں ایک یہودی بھی آگیا جو صورت و شکل اور لباس وغیرہ کے اعتبار سے بھی ایک ممتاز آدمی معلوم ہوتا تھا، پھر گفتگو کی تو وہ بھی فصیح و بلیغ اور عاقلانہ گفتگو تھی، جب مجلس ختم ہوگئی تو مامون نے اس کو بلاکر پوچھا کہ تم اسرائیلی ہو؟ اس نے اقرار کیا، مامون نے امتحان لینے کے لئے کہا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہم تمہارے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں گے۔

اس نے جواب دیا کہ میں تو اپنے اور اپنے آباء و اجداد کے دین کو نہیں چھوڑتا۔ بات ختم ہوگئی، یہ شخص چلا گیا۔ پھر ایک سال کے بعد یہی شخص مسلمان ہو کر آیا اور مجلس مذاکرہ میں فقہ اسلامی کے موضوع پر بہترین تقریر اور عمدہ تحقیقات پیش کیں، مجلس ختم ہونے کے بعد مامون نے اس کو بلاکر کہا کہ تم وہی شخص ہو جو سال گذشتہ آئے تھے؟ جواب دیا ہاں وہی ہوں، مامون نے پوچھا کہ اس دن تو تم نے اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا تھا، پھر اب مسلمان ہونے کا سبب کیا ہوا۔

اس نے کہا کہ میں یہاں سے لوٹا تو میں نے موجودہ مذاہب کی تحقیق کرنے کا ارادہ کیا۔ میں ایک خطاط اور خوشنویس آدمی ہوں کتابیں لکھ کر فروخت کرتا ہوں تو اچھی قیمت سے فروخت ہو جاتی ہیں، میں نے امتحان کرنے کے لئے تورات کے تین نسخے کتابت کئے جن میں بہت جگہ پر اپنی طرف سے کمی بیشی کردی اور یہ نسخے لیکر میں کنیسہ میں پہونچا۔ یہودیوں نے بڑی رغبت سے ان کو خرید لیا پھر اسی طرح انجیل کے تین نسخے کمی بیشی کے ساتھ کتابت کرکے نصاریٰ کے عبادت خانہ میں لے گیا وہاں بھی عیسائیوں نے بڑی قدر و منزلت کے ساتھ یہ نسخے مجھ سے خرید لئے، پھر یہی کام میں نے قرآن کے ساتھ کیا اس کے بھی تین نسخے عمدہ کتابت کئے جن میں اپنی طرف سے کمی بیشی کی تھی، ان کو لیکر جب میں فروخت کرنے نکلا تو جس کے پاس لے گیا اس نے دیکھا کہ صحیح بھی ہے یا نہیں، جب کمی بیشی نظر آئی تو اس نے مجھے واپس کردیا۔

اس واقعہ سے میں نے یہ سبق لیا کہ یہ کتاب محفوظ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی نے اس کی حفاظت کی ہوئی ہے اس لئے مسلمان ہو گیا، قاضی یحییٰ بن اکثمؒ اس واقعہ کے راوی کہتے ہیں کہ اتفاقاً اسی سال مجھے حج کی توفیق ہوئی، وہاں سفیان بن عیینہ سے ملاقات ہوئی تو یہ قصہ ان کو سنایا انھوں نے فرمایا کہ بیشک ایسا ہی ہونا چاہیئے کیوں کہ اس کی تصدیق قرآن میں موجود ہے۔

یحییٰ بن اکثمؒ نے پوچھا قرآن کی کون سی آیت میں؟ تو فرمایا کہ قرآن عظیم نے جہاں تورات اور انجیل کا ذکر کیا ہے، اس میں تو فرمایا بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِن كِتَابِ اللَّهِ یعنی یہود و نصاریٰ کو کتاب اللہ تورات و انجیل کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ جب یہود و نصاریٰ نے فریضہ حفاظت ادا نہ کیا تو یہ کتابیں مسخ و محرف ہو کر ضائع ہو گئیں۔ بخلاف قرآن کریم کے اس کے متعلق حق تعالیٰ نے فرمایا اِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ یعنی ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ (قصص معارف القرآن ص ۱۹۲)

نظم

رودادِ غم

● سلیمان صادق

کیا بن سکیں گے آپ سناؤں وہ داستاں
جس کے لئے ہے محوِ تکلم مری زباں
کہنے کو کہہ تو جاؤں میں رودادِ غم یہاں
ڈرتا ہوں لگ نہ جائے کہیں آگ ناگہاں
خاموش ہو نہ جائے بھڑک کر کہیں زباں
اٹھنے لگے نہ دل سے کہیں بے محل زباں
بدلا ہوا ہے آدمی بدلا ہوا جہاں
کیا جانے کب کسی پہ گذر جائے کیا یہاں
وہ دور اب کہاں کہ کوئی دردِ دل کہے
کوئی کسی کے درد کو سمجھے وہ دن کہاں
وہ دور تھا کچھ اور وہ تھی اور کائنات
جب آدمی تھا شمعِ اخوت کا پاسباں
اخلاق آدمی کا کچھ اتنا بلند تھا
دیتے تھے لوگ جان کے دشمن کو بھی اماں
انصاف اور عدل کا جلتا تھا وہ چراغ
ملتی ہے جس کی روشنی اب بھی جہاں تہاں
اس درجہ تھا معیار مساوات بھی بلند
محکوم تھا نہ کوئی نہ تھا کوئی حکمراں
تاریخ ہے گواہ کہ بوسیدہ تخت پر
سوئے تھے وہ جو کہتے تو جھک جاتا آسماں

خدا کرے کہ کسی کو نصیب ہو جائے
وہ ایک دل کہ غمِ جاوداں نہیں ملتا
اختر صبائی